شمارہ نمبر ۱۹

اپریل/ ۲۰۲۱

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

دو ماہی مجلّہ

الاجماع

* امام کے پیچھے قراءت کرنے کی ممانعت۔[قسط ۶] (رسول اللہ ﷺ کے کلام مبارک سے) * امام ابو یوسفؒ (م ۱۸۲ھ) ثقہ، امام، فقیہ، حافظ الحدیث اور ثبت، متقن ہیں۔ * حافظ ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ)، جرح و تعدیل کے میزان میں۔ * امام ابو حنیفہ، نعمان بن ثابتؒ (م ۱۵۰ھ) ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔[قسط ۲]

ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن

فہرست مضامین

-	امام کے پیچھے قراءت کرنے کی ممانعت۔(قسط ٦)(رسول اللہ ﷺ کے کلام مبارک سے)	۱
-	مسند احمد بن منیع کی سند پر اثری صاحب کے اعتراض کا جواب۔	۱۶
-	امام ابو یوسفؒ (م ۱۸۲ھ) ثقہ، امام، فقیہ، حافظ الحدیث اور ثبت، متقن ہیں۔	۱۹
-	حافظ ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ)، جرح و تعدیل کے میزان میں۔	۲۲
-	امام اسد بن عمرو البجلیؒ (م ۱۹۰ھ)، ائمہ کے نزدیک صدوق ہیں۔	۲۸
-	حسن بن زیاد اللؤلؤیؒ (م ۲۰۴ھ)، کا امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) اور ان کے اصحاب کی روایات میں مقام۔	۳۰
-	امام ابوحنیفہ، نعمان بن ثابتؒ (م ۱۵۰ھ) ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔[قسط ۲]	۳۱
-	امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ)، امام عبد الرحمٰن بن مہدیؒ (م ۱۹۸ھ) کے نزدیک قاضی قضاۃ العلماء ہیں۔	۳۴
-	اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاقؒ (م ۱۶۰ھ) نے امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کے حافظہ اور ضبط کی تعریف کی ہے۔	۳۷
-	محمد بن طلحۃ بن مصرف الیامیؒ (م ۱۶۷ھ) کے نزدیک، امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) ثقہ ہیں۔	۳۹
-	امام عبد اللہ بن داود الخریبیؒ (م ۲۱۳ھ) نے امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کے حافظہ کی تعریف کی ہے۔	۴۰
-	امام حماد بن ابی سلیمانؒ (م ۱۲۰ھ) نے امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کے حافظہ اور ضبط کی تعریف کی ہے۔	۴۱

نوٹ:

حضرات! ہم نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ اس رسالہ میں کتابت (ٹائپنگ) کی کوئی غلطی نہ ہو، مگر بشریت کے تحت کوئی غلطی ہو جانا امکان سے باہر نہیں۔ اس لئے آنحضرات سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ کتابت کی کسی غلطی پر مطلع ہوں تو اسے دامن عفو میں چھپانے کی بجائے ادارہ کو مطلع فرمادیں، تاکہ آئندہ اس کی اصلاح کی جاسکے۔ جزاکم اللہ خیراً

ہمارا نظریہ

ہمیں کسی سے عناد و دشمنی نہیں ہے۔ حدیث میں نماز کے سلسلے میں متعدد روایتیں آئی ہیں۔ ایک پر آ گر غیر مقلدین عمل کرتے ہیں تو ان سے کیوں لڑا جائے، جب کہ وہ بھی حدیث میں آیا ہے۔ لیکن جب وہ حنفیوں کو طعنہ دیتے ہیں کہ یہ حدیث پر عمل نہیں کرتے قیاس پر عمل پیرا ہیں، تو اس وقت سوچو! کیسے خاموش رہا جائے اور یہ کیوں نہ بتایا جائے کہ حدیث پر تم سے زیادہ عمل کرنے والے ہم ہیں، اور تم زیادہ حدیث جاننے والے ہم ہیں۔　　　　**-محدث ابو المآثر حبیب الرحمٰن اعظمیؒ**

امام کے پیچھے قراءت کرنے کی ممانعت۔ (قسط ٦)

(رسول اللہ ﷺ کے کلام مبارک سے)

مولانا نذیر الدین قاسمی -

دلیل نمبر ۱۵:

مشہور محدث، صدوق[۱] ، امام، حافظ الحدیث، ابو محمد، عبداللہ بن یعقوب بن محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) نے کہا:

حدثنا صالح بن محمد الأسدي، وعبد الله بن محمد البلخي، ومحمد بن صالح بن سهل الترمذي، وعبد الله بن عبيد الله بن شريح البخاري قالوا: حدثنا أحمد بن عبد الرحمن بن وهب، حدثنا عبد الله بن وهب، حدثني الليث بن سعد، عن يعقوب بن إبراهيم أبي يوسف، عن النعمان أبي حنيفة، عن موسى بن أبي عائشة، عن عبد الله بن شداد بن الهاد، عن جابر بن عبد الله: أن رجلاً قرأ خلف النبي صلى الله عليه وسلم في الظهر أو العصر، وأومأ إليه رجل فنهاه رجل من أصحابه كان إلى جنبه، فلما انصرف قال: أتنهاني أن أقرأ خلف النبي صلى الله عليه وسلم؟ فتذاكرا ذلك حتى سمع النبي صلى الله عليه وسلم، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى خلف الإمام فإن قراءة الإمام له قراءة۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضور ﷺ کے پیچھے ظہر یا عصر کی نماز میں قرآن پڑھا تو دوسرے آدمی نے اس کو اشارے سے روکا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا، تو اس نے اس روکنے والے سے کہا: ''کیا تو مجھ کو نبی ﷺ کے پیچھے قرآن پڑھنے سے روکتا ہے؟'' یہ مسئلہ ان دونوں کے درمیان چلتا رہا یہاں تک کہ حضور ﷺ نے یہ سن لیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرآت اس (مقتدی) کی قرآت ہے۔ (**مسند ابی حنیفہ للحارثی بحوالہ جامع المسانید: ج ۱: ص ۳۳۴**)

سند کی تحقیق:

(۱) امام، حافظ الحدیث، ابو محمد، عبداللہ بن یعقوب بن محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) مشہور صدوق، حافظ ہیں، جن کی تفصیل

---

(۱) ان کی توثیق ص: ۲۲ پر موجود ہے۔

ص: پر موجود ہے۔

(٢) حافظ صالح بن محمد الاسدیؒ (**م ٢٩٣؁ھ**) مشہور ثقہ، امام اور حافظ الحدیث ہیں۔ (**سیر اعلام النبلاء: ج ١٤: ص ٢٤**)
نیز ان کے متابع میں عبداللہ بن محمد بن علی البلخیؒ، محمد بن صالح بن سہل الترمذیؒ، عبداللہ بن عبید اللہ بن شریح البخاریؒ وغیرہ بھی موجود ہیں۔

(٣) احمد بن عبدالرحمٰن بن وہبؒ (**م ٢٦٤؁ھ**) صحیح مسلم کے راوی اور صدوق ہیں۔ (**تقریب: رقم ٦٧**)

نوٹ نمبر ١:

اگرچہ احمد بن عبدالرحمٰن بن وہبؒ (**م ٢٦٤؁ھ**) کو اختلاط ہو گیا تھا، لیکن وہ اپنے اختلاط سے درست ہو گئے تھے۔ (**تہذیب الکمال: ج ١: ص ٣٨٨**)، واللہ اعلم

نوٹ نمبر ٢:

احمد بن عبدالرحمٰن بن وہبؒ (**م ٢٦٤؁ھ**) کے متابع میں ثقہ، راوی سعید بن تلیدؒ (**م ٢١٩؁ھ**) موجود ہیں۔ (**مسند ابی حنیفہ لابن خسرو: ج ٢: ص ٧٥٦**)[١]

لہذا احمد بن عبدالرحمٰن بن وہبؒ (**م ٢٦٤؁ھ**) پر اختلاط کا اعتراض ہی بیکار ہے۔

(٤) امام عبداللہ بن وہبؒ (**م ١٩٧؁ھ**) صحیحین کے راوی اور ثقہ، عابد، حافظ الحدیث ہیں۔ (**تقریب: رقم ٣٦٩٤**)

(٥) امام لیث بن سعدؒ (**م ١٧٥؁ھ**) بھی صحیحین کے راوی اور ثقہ، ثبت، فقیہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ٥٦٨٤**)

(٦) امام ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم القاضیؒ (**م ١٨٢؁ھ**) بھی مشہور ثقہ، امام، فقیہ، حافظ الحدیث اور ثبت، متقن محدث ہیں۔ ان کا مختصر تعارف ص: ١٩ پر موجود ہے۔

(٧) امام ابوحنیفہ، نعمان بن ثابت الکوفیؒ (**م ١٥٠؁ھ**) بھی ثقہ، حافظ الحدیث اور ثبت، امام ہیں۔ (**دیکھئے ص: ٣١، مجلہ الاجماع: ش ١٧: ص ١٦**)

(٨) ابوالحسن، موسی بن ابی عائشہؒ اور

(٩) ابوالولید، عبداللہ بن شداد بن الہادؒ کی تفصیل گزر چکی۔

---

(١) اس کی سند ضعیف ہے۔ لیکن متابع میں ذکر کیا جا سکتا ہے، جیسا کہ اثری صاحب کا کہنا ہے۔ (**توضیح الکلام**)

(۱۰)　عبداللہ بن جابرؒ مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔ (تقریب)

لہذا یہ روایت کے تمام رواۃ ثقہ یا صدوق ہیں اور سند متصل و حسن ہے۔ واللہ اعلم،

نوٹ نمبر ا:

امام ابو یوسفؒ (م ۱۸۲؁ھ) کے علاوہ، امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰؁ھ) سے، یہ روایت

- امام زفر بن ہذیلؒ (م ۱۵۴؁ھ)،
- حمزہ بن حبیب الزیاتؒ (م ۱۵۸؁ھ)،
- امام محمدؒ (م ۱۸۹؁ھ)، [۱]
- امام اسد بن عمروؒ (م ۱۹۰؁ھ)، [۲]
- اسحاق بن یوسف الواسطیؒ (م ۱۹۵؁ھ)،
- عمرو بن محمد العنقزیؒ (م ۱۹۹؁ھ)، ہ
- خالد بن سلیمان، ابو معاذؒ (م ۱۹۹؁ھ)،
- فضل بن موسیٰؒ (م ۱۹۲؁ھ)،
- اسحاق الازرقؒ (م ۱۹۵؁ھ)،
- یونس بن بکیرؒ (م ۱۹۹؁ھ)،
- امام حسن بن زیادؒ (م ۲۰۴؁ھ)، [۳]
- صدوق، امام، ابو یحیی الحمانیؒ (م ۲۰۲؁ھ)،
- جعفر بن عونؒ (م ۲۰۷؁ھ)،
- ابو عبد الرحمٰن، عبداللہ بن یزید المقریؒ (م ۲۱۳؁ھ)،

---

(۱)　امام محمدؒ (م ۱۸۹؁ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث اور ضابط، مجتہد، حجت، امام ہیں۔ دیکھئے **مجلہ الاجماع: ش ۱۳: ص ۱۔**

(۲)　امام اسد بن عمرو البجلیؒ (م ۱۹۰؁ھ) بھی صدوق، امام ہیں۔ (دیکھئے ص: ۲۸)

(۳)　امام حسن بن زیادؒ (م ۲۰۴؁ھ) کی توثیق بھی ص: ۳۰ پر موجود ہے۔

- مکی بن ابراہیمؒ (م ۲۱۵ھ)،
- یحیی بن نصر بن حاجبؒ (م ۲۱۵ھ)،
- عبیداللہ بن زبیر القرشیؒ،
- محمد بن مسروقؒ وغیرہ کئی حضرات نے اسی سند کے ساتھ نقل کی ہے۔ **(مسند ابی حنیفہ للحارثی: ج ۱: ص ۴۰۶-۴۲۱، مسند ابی حنیفہ لابن خسرو[۱]: ج ۲: ص ۷۵۱-۷۵۸، جامع المسانید للخوارزمی[۲]: ج ۱: ص، مسند ابی حنیفہ لابی نعیم: ص ۲۲۶)**

نوٹ نمبر ۲:

اس روایت کو متصل یعنی ''عن جابرؓ'' کا اضافہ نقل کرنے میں امام صاحب منفرد بھی نہیں ہیں۔ ان کے کئی متابع موجود ہیں۔

متابع نمبر ''۱'' اور ''۲'':

چنانچہ ثقہ، ثبت، حافظ، امام احمد بن منیعؒ (م ۲۴۴ھ) فرماتے ہیں کہ

أبنا إسحاق الأزرق، ثنا سفيان و شريك، عن موسى ابن أبي عائشة، عن عبد الله بن شداد، عن جابر قال: قال رسول الله - صلى الله عليه و سلم: "من كان له إمام فقراءة الإمام له قراءة۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: جس کا (نماز میں) کوئی امام ہو، تو امام کی قراءت ہی مقتدی کی قراءت ہے۔ **(مسند احمد بن منیع بحوالہ اتحاف الخیرۃ المہرۃ للبصیری: ج ۲: ص ۸۰، ج ۲: ص ۱۶۸)**

اس سند کے رواۃ کی تفصیل اور روایت کی تصحیح گزر چکی۔ **(مجلہ الاجماع: ش ۱۸: ص ۱)**

غور فرمایئے! اس روایت میں ۲، ۲ راوی سفیان ثوریؒ اور شریک بن عبداللہؒ نے، امام صاحبؒ کی طرح اس روایت کو مسند بیان کرتے ہوئے، حضرت جابر بن عبداللہؓ کا ذکر کیا ہے اور وہ دونوں ثقہ ہیں، جیسا کہ تفصیل گزر چکی۔

---

(۱) حافظ ابن خسروؒ (م ۵۲۲ھ) بھی مشہور محدث اور ثقہ، امام حافظ الحدیث ہیں۔ **(مجلہ الاجماع: ش ۵: ص ۱۰۵)**

(۲) امام ابوالمؤید، محمد بن محمد الخوارزمیؒ (م ۶۶۵ھ) بھی صدوق ہیں۔ کیونکہ علماء نے ان کو شیخ، امام، خطیب، فقیہ، قاضی القضاۃ قرار دیا ہے۔ **(الحطۃ فی ذکر صحاح الستۃ: ص ۶۷، مجلہ الاجماع: ش ۴: ص ۳۰)**

یہی وجہ ہے کہ کئی ائمہ وعلماء مثلاً امام، حافظ شہاب الدین بوصیریؒ (م ۸۴۰ھ)، امام ابن الہمامؒ (م ۸۶۱ھ)، حافظ قاسم بن قطلو بغاؒ (م ۸۷۹ھ)، شیخ فاضل، محمد ہاشم سندھیؒ (م ۱۱۷۴ھ)، مشہور مفسر، محدث، محمود بن عبداللہ الآلوسیؒ (م ۱۲۷۰ھ)، محدث محمد بن علی النیمویؒ (م ۱۳۲۲ھ)، محدث الہند، امام انور شاہ کشمیریؒ (م ۱۳۵۳ھ)، وغیرہ حضرات نے کہا کہ اس روایت کو مسند بیان کرنے میں امام ابوحنیفہؒ منفرد نہیں، بلکہ ان کے متابع میں سفیان ثوریؒ اور شریک بن عبداللہ النخعیؒ وغیرہ موجود ہیں۔ **(اتحاف الخیرۃ المہرۃ: ج ۲: ص ۱۶۹، طبع دار الوطن، فتح القدیر: ج ۱: ص ۳۳۸، تخریج احادیث الاختیار: ج ۱: ص ۱۶۸، طبع الفاروق، تنقیح الکلام: ص ۱۳۲، رسالۃ الدکتوراۃ، تفسیر آلوسی: ج ۵: ص ۱۴۱، آثار السنن مع تعلیق الحسن: ص ۹۴، العرف الشذی: ج ۱: ص ۳۱۲)**

لہذا بعض ائمہ کا یہ کہنا کہ امام صاحبؒ اس روایت کو مسند بیان کرنے میں تنہا ہیں، غیر صحیح ہے۔

متابع نمبر ۳:

امام ابوبکر البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) کہتے ہیں کہ

أخبرنا أبو عبد الله الحافظ حدثنا أبو بكر محمد بن حامد الفقيه ببخارى نا أبو الفضل محمد بن أحمد السلمي نا العباس بن عزيز بن سيار القطان المروزي نا عتيق بن محمد النيسابوري نا حفص بن عبد الرحمن عن أبي شيبة عن الحكم بن عتيبة عن عبد الله بن شداد عن جابر بن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من كان له إمام فإن قراءة الإمام له قراءة۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: کہ جس کا نماز میں کوئی امام ہو، تو امام کی قراءت ہی مقتدی کی قراءت ہے۔ **(کتاب القراءت للبیہقی: ص ۱۵۴)**

اس روایت کے روات کی تفصیل یہ ہے:

(۱)　امام ابوبکر البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ **(تاریخ الاسلام)**

(۲)　امام ابوعبداللہ، محمد بن عبداللہ الحاکم النیساپوریؒ (م ۴۰۵ھ) بھی مشہور ثقہ، حافظ الحدیث اور صاحب المستدرک ہیں۔ **(کتاب الثقات للقاسم)**

(۳)　ابوبکر محمد بن حامد بن علی بخاریؒ (م ۳۸۴ھ) بھی ثقہ، زاہد، فقیہ ہیں۔ **(الروض الباسم: ج ۲: ص ۹۶۰)**

(۴) ابو الفضل، محمد بن احمد السلمی الحاکمؒ (م **۳۴۴ھ**) بھی ثقہ، حافظ الحدیث اور فقیہ ہیں۔(**الروض الباسم: ج ۲: ص ۱۲۰۸**)

(۵) عباس بن عزیز بن سیار القطان المروزیؒ میں، حافظ مزیؒ (م **۷۴۲ھ**) کے نزدیک کوئی حرج نہیں ہے۔لہذا وہ بھی صدوق ہیں۔(**تاریخ بغداد: ج ۱۱: ص ۴۰۵، ج ۱۳: ص ۳۴۶، طبع علمیۃ، بیروت، تہذیب الکمال: ج ۲۸: ص ۴۳۶، ج ۱: ص ۱۵۳**)

(۶) عتیق بن محمد، ابوبکر نیساپوریؒ (م **۲۵۵ھ**) بھی صدوق ہیں۔(**کتاب الثقات لابن حبان: ج ۸: ص ۵۲۵، کتاب الثقات للقاسم: ج ۷: ص ۲۷، تاریخ الاسلام: ج ٦: ص ۱۲۱**)

(۷) حفص بن عبد الرحمٰن البلخیؒ (م **۱۹۹ھ**) سنن نسائی کے راوی اور صدوق ہیں۔(**تقریب: رقم ۱۴۱۰**)

(۸) ابوشیبہ، عبد الرحمٰن بن اسحاق الواسطیؒ اگرچہ ضعیف ہیں، لیکن متابعات میں قابل ذکر ہیں۔

چنانچہ امام عجلیؒ (م **۲۶۱ھ**) نے ان کو کتاب الثقات میں ذکر کیا اور کہا کہ عبد الرحمٰن بن اسحاق ضعیف ہیں، حدیث میں جائز ہیں اور ان کی حدیث لکھی جائے۔(**معرفۃ الثقات للعجلی: ج ۲: ص ۷۲**)، امام ابو حاتمؒ (م **۲۷۷ھ**) کہتے ہیں کہ حدیث میں کمزور، منکر الحدیث ہیں، مگر انکی حدیث لکھی جائے، البتہ احتجاج نہ کیا جائے۔(**الجرح والتعدیل: ج ۵: ص ۲۱۳**)

امام بخاریؒ (م **۲۵۶ھ**) نے ایک قول میں ان کو ضعیف کہا اور ایک میں کہا کہ ان کا معاملہ قابل غور ہے۔لیکن ایک جگہ وضاحت کے ساتھ کہتے ہیں کہ عبد الرحمٰن کی تضعیف کی گئی ہے، اور جب میں ان کی حدیث میں غور کیا، تو میں نے اس کو صحت کے قریب پایا۔(**العلل الکبیر للترمذی: ص ۱۷۸، ۱۷، التاریخ الکبیر للبخاری: ج ۵: ص ۲۵۹**)

امام ترمذیؒ (م **۲۷۹ھ**) نے ایک جگہ ان پر کلام نقل کیا ہے۔(**سنن ترمذی: حدیث نمبر ۲۵۲۷**)، دوسری جگہ خود امام صاحبؒ نے ان کی روایات کو حسن کہا ہے۔(**سنن ترمذی: حدیث نمبر ۱۴۷، ۳۵۶۳**)، اسی طرح ایک جگہ امام بزارؒ (م **۲۹۲ھ**) عبد الرحمٰن کو صالح الحدیث کہتے ہیں۔(**مسند البزار: ج ۲: ص ۲۷۷**)، ایک اور جگہ کہتے ہیں کہ "**لیس حدیثہ حدیث حافظ، وقد احتمل حدیثہ**" ان کی حدیث، حافظ الحدیث کی طرح نہیں ہے، لیکن ان کی حدیث قابل احتمال ہے (یعنی حدیث میں قابل برداشت ہیں)۔(**مسند البزار: ج ٦: ص ۳۱۱**)،

امام ابن عدیؒ (م **۳۶۵ھ**) نے کہا کہ ثقات نے ان کی بعض روایات کی متابعات نہیں کی۔اور (اس لئے) سلف

نے ان پر کلام کیا ہے۔امام ابن خلفونؒ (م ۶۳۶ھ) نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔(**الاکتفاء للمغلطائی: ج ۲: ص ۳۱۶-۳۱۷**)

ان اقوال سے کم سے کم یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ عبدالرحمٰن بن اسحاقؒ متابعات میں قابل ذکر ہیں۔واللہ اعلم

(۹) الحکم بن عتیبۃ الکندیؒ (م ۱۱۳ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، ثبت، فقیہ ہیں۔(**تقریب: رقم ۱۴۵۳**)

(۱۰) عبداللہ بن شدادؒ (م ۸۱ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۱۱) جابر بن عبداللہؓ مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

الغرض اس روایت سے بھی امام صاحب کی روایت کا مسند اور جابرؓ سے ثابت ہونا، معلوم ہوتا ہے۔

متابع نمبر ۴:

امام ابوبکر ابن ابی شیبہؒ (م ۲۳۵ھ) کہتے ہیں کہ

حدثنا مالك بن إسماعيل، عن حسن بن صالح، عن أبي الزبير، عن جابر، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: كل من كان له إمام، فقراءته له قراءة۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: کہ جس کا نماز میں کوئی امام ہو، تو امام کی قراءت ہی مقتدی کی قراءت ہے۔(**مصنف ابن ابی شیبہ: حدیث نمبر ۳۸۲۳، والفظ لہ، مسند احمد بن حنبل: ج ۲۳: ص ۱۲، تحفۃ الاشراف للمزی: ج ۲: ص ۲۹۱**)

اس سند کے روات کی تفصیل اور روایت کی تصحیح گزر چکی۔(**مجلہ الاجماع: ش ۱۷: ص ۱-۴**)

اس روایت میں ثقہ، حافظ الحدیث، امام حسن بن صالح بن حیؒ (م ۱۶۹ھ)، امام صاحبؒ کے متابع ہیں۔

متابع نمبر ۵:

ثقہ، ثبت، امام اور حافظ الحدیث ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامۃ الطحاویؒ (م ۳۲۱ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا أبو أمية، قال: ثنا إسحاق بن منصور السلولي، قال: ثنا الحسن بن صالح، عن جابر، وليث، عن أبي الزبير، عن جابر، رضي الله عنه، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من كان له إمام فقراءة الإمام له قراءة۔

آپ ﷺ نے فرمایا: کہ جس کا نماز میں کوئی امام ہو، تو امام کی قراءت ہی مقتدی کی قراءت ہے۔ (**شرح معانی الآثار: ج ۱: ص ۲۱۷**)

اس سند کے تمام رواۃ ثقہ ہیں اور لیث بن ابی سلیمؒ (**م ۱۴۸ھ**) کو متابعات میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ تفصیل گزر چکی۔ (**مجلہ الاجماع: ش ۱۷: ص ۵**)

خلاصہ کلام یہ کہ امام ابوحنیفہؒ (**م ۱۵۰ھ**) اس روایت کو مسند و متصل بیان کرنے میں منفرد نہیں ہیں۔ بلکہ ان کے متابع میں سفیان ثوریؒ، شریک بن عبداللہؒ، حسن بن صالح وغیرہ رواۃ کی ایک جماعت موجود ہے، جیسا کہ ائمہ وعلماء کے حوالے گزر چکے۔

لہذا اس روایت کو مسند بیان کرنے کے سلسلے میں امام صاحبؒ (**م ۱۵۰ھ**) پر اعتراض کرنا باطل ومردود ہے۔ واللہ اعلم

کیا اس حدیث سے امام کے پیچھے قراءت کرنے کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی؟؟

بعض علماء نے یہ بات کہی ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہؓ کی اس حدیث سے امام کے پیچھے قراءت کرنے کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی، بلکہ مقتدی کے لئے امام کی قراءت کی کفایت ثابت ہوتی ہے اور اب مقتدی کو الگ سے قراءت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (**توضیح الکلام: ص ۸۸۴**)

لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ حدیث امام کے پیچھے قراءت کرنے کی ممانعت پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ اگرچہ عام طور سے اس روایت کے الفاظ "من كان له إمام، فقراءته له قراءة" ہے۔ لیکن حدیث، حدیث کی وضاحت کرتی ہے۔ (**نور العینین: ص ۱۲۰، دین الحق وغیرہ**) اور مسند ابوحنیفۃ للحارثی کی ایک حسن روایت میں ہے کہ

قال الحارثي: حدثنا محمد بن المنذر بن سعيد الهروي، حدثني عبد الله بن يزيد الحراني، حدثنا الخضر بن محمد، حدثنا مروان بن شجاع، عن أبي حنيفة، عن موسى بن أبي عائشة، عن عبد الله بن شداد بن الهاد، عن جابر بن عبد الله قال: قرأ رجل خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم بـ{سبح اسم ربك الأعلى}، فلما فرغ النبي صلى الله عليه وسلم من الصلاة سأل فقال: من الذي قرأ خلفي؟، فسكتوا حتى قال ذلك ثلاثاً، فقال رجل من القوم: أنا، فقال: أنت الذي خالجتني القرآن، لا تفعلوا، من كان خلف إمام فإن قراءة الإمام له قراءة۔

ایک صحابیؓ نے حضور ﷺ کے پیچھے "**سبح اسم ربك الأعلى**" کی قراءت کی، تو جب حضور ﷺ نماز سے فارغ ہوئے، تو پوچھا کہ کس نے میرے پیچھے قراءت کی، تو لوگ خاموش رہے، یہاں تک کہ حضور ﷺ نے "٣" مرتبہ پوچھا، تو ایک اس صحابیؓ نے کہا کہ یا رسول ﷺ میں نے قراءت کی۔

تو حضور ﷺ نے فرمایا: تو نے مجھے قراءت کے سلسلے میں شک میں ڈال دیا۔ (پھر آپ ﷺ نے لوگوں سے کہا) کہ تم لوگ امام کے پیچھے قراءت نہ کرو، (اس لئے کہ) جو کوئی امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے تو امام کی قراءت ہی مقتدی کی قراءت ہے۔ (**مسند ابی حنیفہ للحارثی: ج١: ص٤١٩،[١] نیز دیکھئے: ج١: ص٤١٦، جامع المسانید للخوارزمی: ج١: ص٣٣٩**)

اس روایت کے الفاظ بالکل صریح ہیں کہ یہ حدیث امام کے پیچھے قراءت کرنے کی ممانعت پر دلالت کرتی ہے۔ واللہ اعلم [٢]

---

(١)　اس روایت کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں۔

- حافظ حارثیؒ (م٣٤٠ھ) کی توثیق گزر چکی۔
- محمد بن المنذر بن سعید الہرویؒ (م٣٠٢ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ (**التذییل علی کتب الجرح و التعدیل: ص٢٩١**)،
- عبد اللہ بن یزید، ابوجعفر الاعمی الحرانیؒ صدوق ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج٦: ص١٦١، کتاب الثقات لابن حبان: ج٨: ص٣٦٨، الکامل لابن عدی: ج١: ص٣٣٤، ٧٩**)،
- خضر بن محمد بن شجاع، ابومروان الحرانیؒ (م٢٢١ھ) سنن نسائی کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ١٧٢٠**)،
- مروان بن شجاع الحرانیؒ (م١٨١ھ) صحیح بخاری کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ٦٥٧١**)،

باقی روات کی تفصیل گزر چکی، لہذا یہ سند حسن ہے۔ واللہ اعلم،

(٢)　**اعتراض:**

اس حدیث پر اثری صاحب کا یہ اعتراض کیا کہ جس قراءت کو آپ ﷺ نے ناگوار سمجھا، وہ قراءت فاتحہ نہ تھی بلکہ سورہ فاتحہ سے زائد قراءت تھی اور وہ بھی جب کہ پڑھنے والے نے بلند آواز سے پڑھی تھی اور دلیل میں ابن خزیمہؒ (م٣١١ھ) کا قول نقل کیا ہے۔

الجواب:

اولا　　امام بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) اور امام ابن خزیمہؒ (م ۳۱۱ھ) کے درمیان کی سند نامعلوم ہے۔

دوم　　بقول اثری صاحب کہ اگر اس روایت میں آپ ﷺ کو سورہ فاتحہ سے زائد قراءت ناگوار گزری تھی، تو کیا آپ ﷺ سری نماز میں سورہ فاتحہ سے زائد قراءت جہراً کرنے سے منع کے لئے "**أنت الذي خالجتني القرآن، لا تفعلوا، من كان خلف إمام فإن قراءة الإمام له قراءة**" تو نے مجھے قراءت کے سلسلے میں شک میں ڈال دیا، تم لوگ امام کے پیچھے قراءت نہ کرو، (اس لئے کہ) جو کوئی امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے تو امام کی قراءت ہی مقتدی کی قراءت ہے کہیں گے؟؟

کیونکہ یہاں اس روایت میں اللہ کے نبی ﷺ نے امام کی قراءت کو مقتدی کی قراءت قرار دیا ہے۔

اور روایت خود روایت کی وضاحت کرتی ہے۔ (**نور العینین: ص ۱۲۰، دین الحق وغیرہ**)، اور صحیح روایات سے ثابت ہو چکا ہے کہ نبی ﷺ، ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ وغیرہ "**قراءت**" سورہ فاتحہ سے شروع فرماتے تھے۔ (**مسند احمد: ج ۲۰: ص ۱۳۴، بتحقیق الارنووط**، اور شیخ شعیب الارنووطؒ، شیخ عادل مرشد وغیرہ نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے، **مسند احمد: ج ۴۲: ص ۳۹۶-۳۹۷، محدث شعیب الارنووط نے کہا: واسناده صحیح**)

الغرض جب "**قراءة**" میں سورہ فاتحہ شامل ہے، تو یہ تاویل ہی غیر صحیح ہے۔

نوٹ:

اثری صاحب کہتے ہیں کہ اگر تسلیم کیا جائے کہ حدیث "**من كان له إمام**" سے قراءت خلف الامام کی ممانعت ہوتی ہے، مگر چوں کہ دوسری حدیث (یعنی حدیثِ عبادہؓ) سے فاتحہ کی استثناء موجود ہے اس لئے یہ استثناء حدیث "**من كان له إمام**" میں بھی ملحوظ رہے گی۔ (**توضیح الکلام: ص ۸۸۳**)

حالانکہ علماء احناف حدیث عبادہؓ کو منسوخ مانتے ہیں۔ کیونکہ حدیثِ عبادہؓ میں مقتدی کو فاتحہ کی قراءت کا حکم ہے اور حدیثِ ابوموسیٰؓ، ابوہریرہؓ، ابودرداءؓ، جابرؓ وغیرہ میں مقتدی کو فاتحہ کی قراءت کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اور محمد بن کعب القرظیؒ (م ۱۰۸ھ)، ابوالعالیہؒ (م ۹۳ھ)، امام زہریؒ (م ۱۲۵ھ)، مجاہدؒ (م ۱۰۴ھ) کی مراسیل اور ابن عباسؓ کی متصل روایت میں تصریح ہے کہ حضور ﷺ کے پیچھے ایک صحابیؓ نے فاتحہ اور دوسری سورت کی بھی قراءت کی تھی اس پر یہ آیت "**وإذا قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا لعلكم ترحمون**" نازل ہوئی۔ چونکہ اس آیت میں امام کے پیچھے مقتدی کو خاموش رہنے کا حکم ہے۔

اعتراض:(حدیث ''من کان لہ امام۔۔۔'' کے بعض طریق میں ابوالولید کا اضافہ امام صاحبؒ کی وجہ سے آیا؟؟)

اثری صاحب کہتے ہیں کہ مولانا صفدر صاحب اسی ''ابوالولید'' کا دفاع یہاں فرما رہے ہیں کہ یہ کوئی علیحدہ راوی نہیں۔ بلکہ عبداللہ بن شداد کی کنیت ہے۔ حالانکہ قاضی ابو یوسف نے کتاب الاثار (ص ۲۳) میں یہی روایت امام ابوحنیفہ سے عن موسی بن ابی عائشہ عن عبداللہ بن شداد عن ابی الولید عن جابر کی سند سے ذکر کی ہے اور اس میں بھی ''ابوالولید'' کا واسطہ مذکور ہے۔ قاضی ابو یوسف کے واسطہ سے یہی روایت امام ابن عدیؒ نے الکامل (ص ۲۴۷۷ ج ۷) امام حاکم نے معرفۃ علوم الحدیث (ص ۱۷۸)، امام بیہقیؒ نے کتاب القراءۃ (ص ۱۰۲) اور امام دارقطنی نے السنن (ص ۳۲۵ ج ۱)، امام ابو نعیم اصفہانی نے مسند الامام ابی حنیفہ (ص ۲۲۸) اور ابن عبد البر نے التمہید (ص ۴۸ ج ۱۱) میں اسی واسطہ کے ساتھ ذکر کی ہے۔ بلکہ امام ابونعیم نے زفر عن ابی حنیفہ کی سند میں بھی ابوالولید کا واسطہ ذکر کیا ہے اور اس بارے میں مزید جو اختلاف ہے اس کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ اور اسی ابوالولید کو امام خزیمہؒ وغیرہ نے مجہول کہا ہے۔ مگر مولانا صفدر صاحب فرماتے ہیں کہ ''ابوالولید'' عبداللہ بن شدادؒ کی ہی کنیت ہے۔ جیسا کہ امام حاکم نے معرفۃ علوم الحدیث (ص ۱۷۸) میں کہا ہے۔ یہ کوئی علیحدہ راوی نہیں ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ یہ واسطہ دارقطنیؒ، بیہقیؒ وغیرہ ہی اپنی کتابوں میں ذکر نہیں کرتے۔ ان سے پہلے امام ابن خزیمہؒ بھی اسے ''ابوالولید'' کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں۔ (کتاب القراءۃ: ص ۱۰۳) بلکہ ان سے قبل خود قاضی ابو یوسف نے بھی کتاب الاثار (ص ۲۳) میں اس واسطہ کو ذکر کیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ واسطہ ذکر کرنے میں کس نے غلطی کی ہے؟ امام ابو حنیفہؒ نے یا قاضی ابو یوسفؒ نے۔

آگے کہتے ہیں کہ ہم دلائل سے ثابت کر آئے ہیں کہ ''جابرؓ'' کا واسطہ ذکر کرنے میں امام ابوحنیفہؒ کو وہم، ہوا ہے اور وہ کبھی اسے مرسل بھی بیان کرتے ہیں بعینہ وہ کبھی تو ''ابوالولید'' کا ذکر کرتے ہیں اور کبھی اس واسطہ کو حذف کر دیتے ہیں۔ کبھی

اس لئے محمد بن کعب القرظیؒ (م ۱۰۸ھ)، ابوالعالیہؒ (م ۹۳ھ) کی روایات میں مزید تصریح ہے کہ اس آیات کے نزول کے بعد صرف حضور ﷺ قراءت کرتے اور صحابہ خاموش رہتے تھے۔ (**تفسیر ابن ابی حاتم: ج ۵: ص ۱۶۴۵، مجلہ الاجماع: ش ۱۴**)

غور فرمایئے! ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی پہلے قراءت کرتے تھے، لیکن بعد میں ان کو قراءت سے منع کر دیا گیا۔ اس لئے علماء احناف حدیث عبادہؓ کو منسوخ قرار دیتے ہیں۔ (**العرف الشذی: ج ۱: ص ۳۱۱**)

اور یہی راجح ہے۔ واللہ اعلم

موسی بن ابی عائشہ عن ابی الولید عن جابر کہتے ہیں۔کبھی ابوالولید کی جگہ ابوعلی کہتے ہیں۔جیسا کہ امام ابونعیمؒ نے مسند امام ابوحنیفہ میں ذکر کیا ہے۔(**توضیح الکلام:ص ۹۵۳-۹۵۴**)

الجواب:

اولاً ''ابوالولید'' یہ کوئی الگ راوی نہیں ہے، بلکہ یہ عبداللہ بن شدادؓ کی کنیت ہے۔جیسا کہ امام ابوعبداللہ الحاکمؒ (**م۴۰۵ھ**) نے تصریح کی ہے۔(**معرفۃ علوم الحدیث للحاکم:ص ۱۷۸**)،لہذا ان کو مجہول کہنا غلط ہے۔

دوم ''ابوالولید'' کا اضافہ، یہ امام ابوحنیفہؒ (**م۱۵۰ھ**) کی طرف سے نہیں ہے، بلکہ امام ابویوسفؒ (**م۱۸۲ھ**) کی طرف سے ہے۔کیونکہ اگر یہ زیادتی امام ابوحنیفہؒ (**م۱۵۰ھ**) کی طرف سے ہوتی،تو ان کے دیگر شاگرد اس کو ان کے حوالہ سے بیان کرتے،لیکن سوائے امام ابویوسفؒ (**م۱۸۲ھ**) کے،کسی سے یہ زیادتی ثابت نہیں ہے۔

سوم امام یوسفؒ (**م۱۸۲ھ**) نے بعض روایات میں یہ زیادتی یعنی ''ابوالولید'' کا ذکر نہیں کیا، چنانچہ مسند ابی حنیفۃ للحارثی کے حوالہ سے روایت گزر چکی جس میں ابویوسفؒ نے ''ابوالولید'' کا ذکر نہیں کیا۔(**مسند ابی حنیفۃ للحارثی بحوالہ جامع المسانید: ج۱:ص ۳۳۴، نیز دیکھئے مجلہ الاجماع:ش ۲:ص ۸۹**)،[۱] اسی طرح حافظ حارثیؒ کے علاوہ، حافظ ابن خسرو البلخیؒ (**م۵۲۲ھ**) نے بھی ابویوسفؒ سے روایت نقل کی،جس میں ''ابوالولید'' کا اضافہ نہیں ہے۔(**مسند ابوحنیفۃ لابن خسرو: ج۲: ص ۷۵۴-۷۵۶، نیز دیکھئے مجلہ الاجماع:ش ۵:ص ۱۰۵**)،

اور ثقہ، عادل، حافظ طلحہ بن محمد الشاہدؒ (**م۳۸۰ھ**)، امام قاضی ابوبکر محمد بن عبدالباقی الانصاریؒ (**م۵۳۵ھ**) وغیرہ نے بھی اپنے مسند ابی حنیفۃ میں ابویوسفؒ سے یہی روایت نقل کی،جس میں ''ابوالولید'' کا اضافہ نہیں ہے۔(**جامع المسانید للخوارزمی: ج۱:ص ۳۳۵-۳۳۶**)، نیز امام ابونعیم اصبہانیؒ (**م۴۳۰ھ**) نے بھی ابویوسفؒ سے یہی روایت نقل کی،جس میں ''ابوالولید'' کا اضافہ موجود نہیں ہے۔(**مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم:ص ۲۲۶-۲۲۹**)،

---

(۱) ہمارے مہربان اثری صاحب نے اس روایت کو ذکر کر کے، حافظ حارثیؒ (**م۳۴۰ھ**) پر جرح نقل کی ہے۔(**توضیح:ص ۹۵۴، حاشیہ**) حالانکہ اس کے جوابات دئے جا چکے ہیں۔(**مجلہ الاجماع:ش ۲:ص ۸۹، نیز دیکھئے ص:۲۲**)، اور حافظ حارثیؒ (**م۳۴۰ھ**) کے متابع میں اور بھی ائمہ نے ابویوسفؒ (**م۱۸۲ھ**) سے وہ روایات ذکر کی ہے،جس میں ''ابوالولید'' کا ذکر نہیں ہے۔(جس کی تفصیل اُپر موجود ہے)،تو ان روایات کا اثری صاحب کیا جواب دینگے؟؟؟

خلاصہ یہ کہ جس طرح ابو یوسف سے ابوالولید کا اضافہ مروی ہے، اسی طرح اس اضافہ کے بغیر بھی ان سے روایت ثابت ہے۔ اور دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہوگی کہ شاید پہلے وہ ابوالولید کا اضافہ نقل کرتے تھے اور بعد میں وہ اس اضافہ سے رجوع کر کے، اس کے بغیر نقل کرنے لگے۔ واللہ اعلم

اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ امام ابو یوسفؒ (م ۱۸۲ھ) کے متاخر شاگرد مثلاً محمد بن سعید بن سابقؒ (م ۲۱۶ھ)، عمرو بن عون الواسطیؒ (م ۲۲۳ھ)، عبدالرحمٰن بن واقد الواقدیؒ (م ۲۴۷ھ) نے اس روایت کو ان سے ''ابوالولید'' کے اضافے کے بغیر ذکر کیا ہے۔ (**مسند ابی حنیفۃ للحارثی: ج ۱: ص ۴۱۶، مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص ۲۲۹، جامع المسانید للخوارزمی[۱] : ج ۱: ص ۳۳۶**)

چہارم جہاں تک زفر عن ابی حنیفہ کی سند میں ابوالولید کے اضافہ کے موجود ہونے کی بات ہے، تو اثری صاحب سے گزارش ہے کہ اس کی سند کو ثابت کریں، [۲] اسی طرح موصوف نے جو کہا کہ امام صاحبؒ کبھی ابوالولید کی جگہ ابو علی کہتے ہیں۔ (**توضیح: ص ۹۵۴**)، وہ روایت بھی اثری صاحب کے ذمہ ہے کہ وہ اس کو بھی ثابت کریں۔ ورنہ کم از کم اس طرح کی روایات امام

---

(۱) اس روایت کو ثقہ، قاضی محمد بن عبدالباقی الانصاریؒ (م ۵۳۵ھ) نے اپنے مسند ابی حنیفۃ میں اس سند کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

عن أبي بكر الخطيب البغدادي (عن) أبي القاسم عبيد الله بن عبد الله بن الحسين الخفاف (عن) أبي طالب محمد بن أحمد بن إسحاق بن بهلول (عن) عبيد الله الواقدي [عن ابيه] (عن) أبي يوسف (عن) أبي حنيفة رضي الله عنهما۔ (جامع المسانيد للخوارزمی: ج ۱: ص ۳۳۶، نیز دیکھئے تاریخ بغداد: ج ۱۰: ص ۳۳۸)

اس سند کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں۔

(۲) نیز امام زفرؒ (م ۱۵۸ھ) سے مروی کتاب الاثار کے نسخے میں یہ روایت بغیر ابوالولید کے اضافہ کے موجود تھی۔ چنانچہ حافظ حارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کہتے ہیں کہ

حدثنا زكريا بن يحيى بن كثير الأصبهاني، حدثنا أحمد بن رستة، حدثنا محمد بن المغيرة، حدثنا الحكم، حدثنا زفر عن أبي حنيفة، عن موسى بن أبي عائشة، عن عبد الله ابن شداد، عن جابر بن عبد الله أن رجلاً قرأ خلف النبي صلى الله عليه وسلم في صلاة الظهر أو العصر فأومأ إليه رجل ينهاه، قال: فلما فرغ النبي صلى الله عليه وسلم تنازعا في ذلك حتى سمع النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: ((من كان له إمام فقراءة الإمام له قراءة))۔ (مسند ابی حنیفۃ للحارثی: ج ۱: ص ۴۱۳)

<u>سند کی تحقیق:</u>

صاحب کی طرف منسوب نہ کریں۔

پنجم　　　امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) سے مروی جس روایت میں ابوعلی کا ذکر آیا ہے، اس میں ابن شدادؓ کا ذکر نہیں ہے۔ چنانچہ

---

(۱)　　حافظ حارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کی توثیق کے لئے دیکھئے ص:، اور **مجلہ الاجماع: ش ۲: ص ۸۹**۔

(۲)　　ابو یحیی، زکریا بن یحیی بن کثیر بن زر الاصبہانیؒ صدوق ہیں۔

ان سے حافظ حارثیؒ (م ۳۴۰ھ)، حافظ ابن المقرئؒ (م ۳۸۱ھ)، عبداللہ بن محمد، محمد بن الحسن بن الحسین الکوفیؒ (م ۳۵۵ھ) وغیرہ نے روایت لی ہے۔ (**مسند ابی حنیفۃ للحارثی: ج ۱: ص ۴۱۳، ج ۲: ص ۷۰۹، معجم ابن المقری: ص ۲۶۴، تاریخ الاصبہان لابی نعیم: ج ۱: ص ۳۷۹**) اور ان پر کسی نے جرح نہیں کی۔ لہذا وہ صدوق ہیں۔ دیکھئے (**مجلہ الاجماع: ش ۱۶: ص ۳۱**)

(۳)　　احمد بن رستہ بن عمر الاصبہانیؒ (م ۲۹۳ھ) بھی صدوق ہیں۔ (**ارشاد القاصی والدانی: ص ۱۱۴-۱۱۵**)،

(۴)　　ابوعبداللہ، محمد بن المغیرۃ بن سلم الاصبہانیؒ (م ۲۳۱ھ) بھی صدوق ہیں۔ (**کتاب الثقات لابن حبان: ج ۹: ص ۱۰۵، تاریخ الاسلام: ج ۵: ص ۹۳۰، تاریخ اصبہان: ج ۲: ص ۱۵۵**)،

(۵)　　الحکم بن ایوبؒ الاصبہانیؒ بھی صدوق ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۴: ص ۱۰۹۷، تاریخ اصبہان: ج ۱: ص ۳۵۰**)،

(۶)　　امام زفر بن ہذیلؒ (م ۱۵۸ھ) مشہور ثقہ، فقیہ ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۴: ص ۳۱۳**)، باقی رواۃ کی توثیق گزر چکی۔ (**دیکھئے مجلہ الاجماع: ش ۱۷: ص ۸**)

لہذا یہ سند حسن ہے۔ اور احمد بن رستہ بن عمر الاصبہانیؒ (م ۲۹۳ھ) کے بارے میں امام، حافظ ابو الشیخؒ (م ۳۶۹ھ) کہتے ہیں کہ

"كان عنده السنن عن محمد، عن الحكم بن أيوب، عن زفر، عن أبي حنيفة"

احمد بن رستہؒ جو محمد بن مغیرہ کے نواسے ہیں، ان کے پاس "کتاب السنن" [کتاب الآثار] تھی جس کو وہ اپنے نانا محمد بن مغیرہ سے، وہ حکم بن ایوبؒ سے، وہ امام زفرؒ سے، اور وہ امام ابوحنیفہؒ سے روایت کرتے تھے۔ (**طبقات المحدثین لابی شیخ: ج ۴: ص ۱۵۷**)،

معلوم ہوا کہ احمد بن رستہؒ (م ۲۹۳ھ) کے پاس کتاب الاثار موجود تھی۔ لہذا کتاب ہونے کی وجہ سے، ان کی یہ روایت کو دیگر حضرات [عمرو بن شہابؒ وغیرہ جن کے پاس کتاب نہیں تھی، ان] کی روایات پر ترجیح ہوگی۔

پھر ثقہ، حافظ ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) بھی فرماتے ہیں کہ

"اختلف أصحاب أبي حنيفة عليه في هذا الإسناد، فقال بعضهم: عن عبد الله بن شداد، عن أبي الوليد، عن جابر، وممن رواه كروايته أبو يوسف، وممن تفرد: زفر من روايته عن ابن حكيم، وإسحاق الأزرق، ويونس بن بكير، وجابر، ومصعب، وخلف بن ياسين"

حافظ ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا الحسن بن علان، ثنا عبد الله بن أبي داود، قال: أنا إسحاق بن إبراهيم، أنا سعيد بن الصلت، قال: أنا أبو حنيفة، عن أبي الحسن، عن أبي الوليد، عن جابر، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه انصرف من صلاة الظهر أو العصر، فقال: »من يقرأ منكم بسبح اسم ربك الأعلى؟ فسكت القوم حتى قال ذلك مرارا، فقال رجل من القوم: أنا يا رسول الله قرأتها، فقال: «لقد رأيتك نازعتني أو خالجتني في القرآن" ورواه سعيد بن مسلمة عن أبي حنيفة، عن أبي الحسن، عن أبي علي، عن جابر، عن النبي صلى الله عليه وسلم نحوه، حدثناه محمد بن إبراهيم، ثنا مكحول بن محمد بن عبد الله، قال: ثنا محمد بن غالب، قال: ثنا سعيد بن سلم، قال: ثنا أبو حنيفة، عن أبي الحسن، عن أبي علي، عن جابر، عن النبي صلى الله عليه وسلم۔ (مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص ۲۲۹)

غور فرمایئے! ان دونوں روایتوں میں عبد اللہ بن شدادؓ کا ذکر نہیں ہے، بلکہ ابوالحسن موسی بن ابی عائشہؒ کے بعد، ابوعلی کا ذکر ہے۔ اور بہت ممکن ہے کہ یہ ابوعلی درصل عبد اللہ بن شدادؓ (م ۸۱ھ) ہی ہوں۔ کیونکہ ایک راوی کے ایک سے زیادہ کنیت ہوسکتی ہیں، جس کی کئی مثالیں کتب جرح و تعدیل میں دیکھی جاسکتی ہے۔

نیز چونکہ ابن شدادؓ (م ۸۱ھ) جنگ نہروان میں، حضرت علیؓ کے ساتھ تھے اور حضرت علیؓ کے فضائل بیان کرتے تھے، بلکہ بعض ائمہ نے ان کو شیعہ تک کہہ ڈالا۔ (**تہذیب التہذیب: ج ۵: ص ۲۵۱، اکمال تہذیب الکمال للمغلطائی**)، اس وجہ سے بھی ان کو 'ابوعلی' [یعنی علی والا] کہا گیا ہو۔ واللہ اعلم

لہذا قوی احتمال ہے کہ یہاں اس روایت میں ابوعلی سے مراد عبد اللہ بن شدادؓ (م ۸۱ھ) ہیں اور اثری صاحب کا ان روایات کو امام صاحب کے سوء فہم و حفظ کو ثابت کرنے کے لئے پیش کرنا باطل و مردود ہے۔

اصحاب ابی حنیفہ نے اس سند میں اختلاف کیا ہے۔ بعض روات نے عبد اللہ بن شدادؓ اور جابر بن عبد اللہؓ کے درمیان 'ابوالولید' کا اضافہ کیا ہے، جیسا کہ ابو یوسفؒ۔ اور جن حضرات نے عبد اللہ بن شدادؓ اور جابر بن عبد اللہؓ کے درمیان 'ابوالولید' کا اضافہ ذکر نہیں کیا ہے، وہ امام زفرؒ، ابن حکیمؒ کی روایت میں، اسحاق الازرقؒ، یونس بن بکیرؒ، جابرؒ، معصب، خلف بن یاسینؒ وغیرہ ہیں۔ (**مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص ۲۲۶**)

معلوم ہوا کہ شداد بن حکیم البلخیؒ (م ۲۱۰ھ) کے طریق میں بھی امام زفرؒ (م ۱۵۸ھ)، امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) سے 'ابوالولید' کا اضافہ ذکر نہیں کرتے۔ والحمد للہ (نیز دیکھئے **مسند ابی حنیفۃ للحارثی: ج ۱: ص ۴۱۳**)

مسند احمد بن منیع کی سند پر اثری صاحب کے اعتراض کا جواب۔

-مولانا نذیر الدین قاسمی

ثقہ، ثبت، حافظ، امام احمد بن منیعؒ (م ۲۴۴ھ) فرماتے ہیں کہ

أبنا إسحاق الأزرق، ثنا سفيان وشريك، عن موسى ابن أبي عائشة، عن عبد الله بن شداد، عن جابر قال: قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم -: من كان له إمام فقراءة الإمام له قراءة۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: جس کا نماز میں کوئی امام ہو، تو امام کی قراءت ہی مقتدی کی قراءت ہے۔(مسند احمد بن منیع بحوالہ **اتحاف الخیرۃ المہرۃ للبوصیری: ج ۲: ص ۸۰، ج ۲: ص ۱۶۸**)

رواۃ کی تحقیق:

(۱) امام احمد بن منیعؒ (م ۲۴۴ھ) مشہور ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔(**تقریب: رقم ۱۱۴، تحفة اللبيب بمن تكلم فيهم الحافظ ابن حجر من الرواة في غير التقريب: ج ۱: ص ۲۶۹**)

(۲) اسحاق بن یوسف الازرقؒ (م ۱۹۵ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، حجت، حافظ الحدیث اور ثبت، مامون، امام ہیں۔ (**تقریب: رقم ۳۹۶، سیر، تاریخ الاسلام**)[۱]

(۳) امام سفیان ثوریؒ (م ۱۶۱ھ) بھی مشہور ثقہ، امام، حافظ الحدیث اور حجت ہیں۔(**تقریب: رقم ۲۴۴۵**)، ان کے متابع میں شریک بن عبداللہ النخعیؒ (م ۱۷۷ھ) بھی عند المتابعات صدوق اور حسن الحدیث ہیں۔(**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۲۷۸۷**)

---

(۱) **اعتراض:**

اثری صاحب کہتے ہیں کہ اسحاق الازرقؒ ثقہ ہیں، مگر سفیان سے روایت میں متکلم فیہ ہیں، چنانچہ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ اسحاق الازرق سفیان سے روایت کرنے میں اکثر غلطی کرجاتا ہے۔ الازرق حافظ ہے، مگر وہ خطاء کا مرتکب ہوجاتا ہے۔ اور یہ روایت بھی سفیان سے ہے۔ شریک سفیانؒ کا متابع ہے، مگر سفیانؒ وشریکؒ کے احفظ تلامذہ اسے مرسل بیان کرتے ہیں۔ لہذا سفیان وشریک کے اکثر اور احفظ تلامذہ کی روایت کے مقابلے میں اسحاق کی یہ روایت شاذ اور مرجوح ہے۔(**توضیح الکلام: ص ۸۴۹**)

الجواب:

اگر امام احمدؒ کے نزدیک اسحاق الازرق سفیان سے روایت کرنے میں اکثر غلطی کرجاتا ہے۔ تو دیگر ائمہ کے نزدیک اسحاق الازرق سفیان سے روایت کرنے میں ثقہ ہیں۔

(۴)　موسی بن ابی عایشہؒ اور

چنانچہ امام بخاریؒ (م ۲۵۶ھ)، امام مسلمؒ (م ۲۶۱ھ) نے اپنی اپنی صحیح میں اسحاق الازرق عن سفیان کی روایت نقل کی ہے۔(**صحیح بخاری: حدیث نمبر ۱۷۶۳، صحیح مسلم: ج ۱: ص ۴۲۸، حدیث نمبر ۶۱۳**)، اسی طرح کئی محدثین مثلاً امام ترمذیؒ، (م ۲۷۹ھ)، امام ابوعلی الطوسی ؒ (م ۳۱۲ھ)، امام ابوعوانہؒ (م ۳۱۶ھ)، امام ابن حبانؒ (م ۳۵۶ھ)، امام حاکمؒ (م ۴۰۵ھ)، امام بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ)، امام ضیاء الدین مقدسیؒ (م ۶۴۳ھ)، امام ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) وغیرہ نے "اسحاق الازرق عن سفیان" کی روایت کو صحیح تسلیم کیا ہے۔(**ترمذی: حدیث نمبر ۱۶۹۹، مستخرج الطوسی: ج ۲: ص ۲۸۷، صحیح ابوعوانہ: حدیث نمبر ۳۲۹۵، صحیح ابن حبان: حدیث نمبر ۳۸۴۶، المستدرک للحاکم مع تلخیص للذہبی: ج ۲: ص ۴۶۵، شعب الایمان للبیہقی: ج ۵: ص ۱۸۰، الاحادیث الامختارۃ: ج ۳: ص ۴۳۰**)

لہذا ان تمام ائمہ کے نزدیک اسحاق الازرق سفیان سے روایت کرنے میں ثقہ ہیں۔اور امام احمدؒ کا قول مرجوح ہے۔

اور رہا یہ کہ سفیانؒ و شریکؒ کے احفظ تلامذہ اس روایت کو مرسل بیان کرتے ہیں۔تو عرض ہے کہ خود غیر مقلدین تسلیم کر چکے ہیں کہ ثقہ، حافظ کی زیادتی مقبول ہوتی ہے۔(**انوار البدر: ص ۱۰۶، اختصار علوم الحدیث: ص ۴۸**) اور اسحاق الازرقؒ (م ۱۹۵ھ) ثقہ، حجت، حافظ الحدیث اور ثبت، مامون اور امام ہیں۔(**تقریب: رقم ۳۹۶، سیر، تاریخ الاسلام**) اور اسحاقؒ سفیان کی روایت میں بھی ثقہ ہیں، جیسا کہ تفصیل گزر چکی۔اور وہ شریک النخعیؒ (م ۱۸۷ھ) کی روایتوں کے اعلم الناس اور ان سے مکثر تھے۔(**تہذیب الکمال: ج ۲: ص ۴۹۸**)، لہذا ثقہ، حجت، حافظ الحدیث، ثبت، مامون اور امام اسحاق الازرقؒ (م ۱۹۵ھ) کی زیادتی مقبول ہوگی۔اور اثری صاحب کا اعتراض مردود ہے۔

اور سفیان ثوریؒ سے، اس روایت کو مسند نقل کرنے میں اسحاق الازرقؒ (م ۱۹۵ھ) منفرد نہیں ہے۔بلکہ خود امام بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) کہتے ہیں کہ

"وروي هذا الحديث, عن جماعة من المجهولين والضعفاء عن سفيان الثوري, عن موسى بن أبي عائشة, عن عبد الله بن شداد, عن جابر, عن النبي صلى الله عليه وسلم موصولا"۔

روایت کیا گیا اس حدیث کو مجہولین وضعیف روات کی ایک جماعت سے، کہ ان حضرات نے اس حدیث کو "**عن سفيان الثوري, عن موسى بن أبي عائشة, عن عبد الله بن شداد, عن جابر**" کی سند سے موصولا ذکر کیا ہے۔(**کتاب القراءت للبیہقی: ص ۱۵۰**)

امام بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) کی اس بات سے کم سے کم اتنا تو معلوم ہوا کہ سفیان ثوریؒ سے، اس روایت کو مسند نقل کرنے میں ثقہ، ثبت، حجت، حافظ، امام اسحاق الازرقؒ (م ۱۹۵ھ) منفرد نہیں ہیں۔بلکہ ان کی متابع ایک جماعت موجود ہے۔جو کہ اگرچہ ضعیف ہے، لیکن متابعات میں قابل ذکر ہے۔جیسا کہ خود اثری نے توضیح الکلام میں کئی جگہ مانا ہے۔

لہذا سفیان سے اس روایت کو مسند نقل کرنے میں، امام اسحاق الازرقؒ (م ۱۹۵ھ) پر تفرد کا الزام بھی غیر صحیح ہے۔

(۵)　ابوالولید، عبداللہ بن شداد بن الہادؓ کی تفصیل گزر چکی۔

(۶)　عبداللہ بن جابرؓ مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔ (تقریب)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اس سند کے تمام روات ثقہ ہیں۔

<u>ائمہ محدثین کی تصحیح:</u>

اور حافظ بوصیریؒ (م ۸۴۰ھ) نے اس روایت کو اپنی کتاب میں ۲، ۲ جگہ نقل کر کے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھئے **اتحاف الخیرۃ المہرۃ للبوصیری: ج ۲: ص ۸۰، ج ۲: ص ۱۶۸۔**

نیز امام ابن الہمامؒ (م ۸۶۱ھ)، حافظ قاسم بن قطلوبغاؒ (م ۸۷۹ھ)، شیخ، فاضل، محدث محمد ہاشم سندھیؒ (م ۱۱۷۴ھ)، مشہور مفسر، محدث، محمود بن عبداللہ الآلوسیؒ (م ۱۲۷۰ھ)، محدث محمد بن علی النیمویؒ (م ۱۳۲۲ھ)، محدث الہند، امام انور شاہ کشمیریؒ (م ۱۳۵۳ھ) وغیرہ نے بھی اس کو اپنی اپنی کتابوں میں صحیح قرار دیا ہے۔ (**فتح القدیر: ج ۱: ص ۳۳۸، تخریج احادیث الاختیار: ج ۱: ص ۱۶۸، طبع الفاروق، مصر، تنقیح الکلام: ص ۱۳۲، رسالۃ الدکتوراۃ تفسیر آلوسی: ج ۵: ص ۱۴۱، آثار السنن مع تعلیق الحسن: ص ۹۴، العرف الشذی: ج ۱: ص ۳۱۲**)

<u>نوٹ:</u>

اسحاق بن یوسف الازرقؒ (م ۱۹۵ھ) نے شریک بن عبداللہ النخعیؒ سے ان کے اختلاط سے پہلے سماع کیا ہے۔ (**اکمال تہذیب الکمال: ج ۶: ص ۲۴۶-۲۴۷**)

امام ابو یوسفؒ (م ۱۸۲ھ) ثقہ، امام، فقیہ، حافظ الحدیث اور ثبت، متقن ہیں۔

-مولانا نذیر الدین قاسمی

امام ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم القاضیؒ (م ۱۸۲ھ) بھی مشہور ثقہ، امام، فقیہ، حافظ الحدیث اور ثبت، متقن محدث ہیں۔ مختصر تعارف درج ذیل ہیں:

- امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ (م ۱۵۰ھ) نے کہا: '' إن يمت هذا الفتى فإنه أعلم من عليهاو أومأإلى الأرض ''۔
- امام لیث بن سعدؒ (م ۱۷۵ھ)،
- امام یزید بن ہارونؒ (م ۲۰۶ھ) وغیرہ نے ان سے روایت لی ہے۔ (لسان المیزان: ج۸: ص۵۱۸)
- امام وکیعؒ (م ۱۹۸ھ) نے بھی ابو یوسفؒ کی تعریف کی ہے۔ (تاریخ بغداد: ج۱۴: ص۲۵۰)
- صدوق قاضی اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہؒ (م ۲۱۲ھ) نے کہا: "ولم يكن في أصحاب أبي حنيفة مثل أبي يوسف، وزفر"۔
- ثقہ، ثبت، حجت، امام علی بن الجعدؒ (م ۲۳۰ھ) کہتے ہیں کہ "والله ما رأيت مثله قال ابن ابي عمران وقد رأى على الثوري والحسن بن صالح ومالكا وابن ابي ذئب والليث بن سعد وشعبة بن الحجاج"۔
- امام ابن سعدؒ (م ۲۳۰ھ) نے کہا: "وكان يعرف بالحفظ للحديث"۔
- امام عمرو بن محمد بن بکیرؒ (م ۲۳۲ھ) نے کہا: ''كان صاحب سنة''۔
- امام یحیی بن معینؒ (م ۲۳۳ھ) نے کہا: ''ثِقَة''۔

اور کہا کہ "ما رأيتُ في أصحاب الرأي أثبت في الحديث ولا أحفظ ولا أصح رواية من أبي يوسف"۔

- امام علی بن المدینیؒ (م ۲۳۴ھ) نے کہا: ''صدوق''۔
- صدوق فقیہ بشر بن الولیدؒ (م ۲۳۸ھ) نے کہا: "الا تعظمه الا تفخمه فإني ما رأيت مثله"۔
- امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) نے کہا: ''صدوق''۔

اور کہا: "كان أبو يوسف من أمثلهم في الحديث"۔

- فقیہ ہلال الرایؒ (م ۲۴۵؁ھ) نے کہا: ”كان أبو يوسف يحفظ التفسير و المغازي و أيام العرب، و كان أحد علومه الفقه“۔
- امام مزنیؒ (م ۲۶۴؁ھ) نے کہا: ”أتبعهم للحديث“۔
- ابوالحسن، علی بن صالح البغویؒ نے کہا: ”فقيه الفقهاء و قاضي القضاة و سيد العلماء ابو يوسف“۔
- امام ابو محمد، عبداللہ بن مسلم بن قتیبہؒ (م ۲۷۶؁ھ) نے کہا: ”و كان صاحب حديث، حافظا“۔
- امام ابوحاتم الرازیؒ (م ۲۷۷؁ھ) نے کہا: ”يُكتَبُ حَدِيْثُهُ“۔
- امام نسائیؒ (م ۳۰۳؁ھ) نے کہا: ”ثِقَةٌ“۔
- مشہور مفسر، حافظ ابن جریر طبریؒ (م ۳۱۰؁ھ) نے کہا: ”كان أبو يوسف القاضي فقيها، عالما، حافظا، ذكر أنه كان يعرف بالحديث، و أنه كان يحضر التحديث فيحفظ خمسين حديثا و ستين حديثا ثم يقوم فيمليها على الناس و كان كثير الحديث“۔
- حافظ ابن حبانؒ (م ۳۵۴؁ھ) میں کہا: ”من الفقهاء المتقنين“ اور کتاب الثقات میں بھی ذکر کیا۔
- قاضی احمد بن کاملؒ (م ۳۵۰؁ھ) نے کہا: ”و لم يختلف يحيى بن معين و احمد بن حنبل و علي بن المديني في ثقته في النقل“۔
- حافظ ابن عدیؒ (م ۳۶۵؁ھ) نے کہا: ”إذا روى عَنْهُ ثقة و يروى هو عن ثقة فلا بأس بِهِ و برواياته“۔
- امام طلحہ بن محمد الشاہدؒ (م ۳۸۰؁ھ) نے کہا: ”أبو يوسف مشهور الأمر ظاهر الفضل و هو صاحب أبي حنيفة و أفقه أهل عصره، و لم يتقدمه أحد في زمانه، و كان النهاية في العلم و الحكم، و الرياسة و القدر، و أول من وضع الكتب في أصول الفقه على مذهب أبي حنيفة، و أملى المسائل و نشرها و بث علم أبي حنيفة في أقطار الأرض“
- حافظ ابن شاہینؒ (م ۳۸۵؁ھ) نے کہا: ”من الثقات“۔
- امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵؁ھ) نے کہا: ”هو أقوى من محمد بن الحسن“۔
- امام حاکمؒ (م ۴۰۵؁ھ) نے بھی ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ (**معرفۃ العلوم للحاکم**: ص ۲۵۴، نیز دیکھئے **المستدرک للحاکم**: ج ۱: ص ۵۳۳، حدیث نمبر ۱۳۹۵)

- امام خلیلیؒ (م ۴۴۶ھ) نے کہا: "صدوق في الحديث و محله في الفقه كبير، صحيح المذهب, و كان شديدا على الجهمية"۔
- امام بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) نے کہا: "ثقة"۔
- حافظ ابن عبد البرؒ (م ۴۶۳ھ) نے کہا: "كان أبو يوسف القاضي فقيها، عالما، حافظا، ذكر أنه كان يعرف بالحديث، و أنه كان يحضر التحديث فيحفظ خمسين حديثا و ستين حديثا ثم يقوم فيمليها على النّاس و كان كثير الحديث"۔
- حافظ مجد الدین ابن الاثیر الجزریؒ (م ۶۰۶ھ) نے کہا: "كان إماماً عالماً حافظاً كبير القدر فقيهاً فاضلاً عظيم المحلّ في الحديث و الفقه"۔
- حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے کہا: "ثقة، حسن الحديث"۔ (مختصر تلخیص الذہبی لابن الملقن : ج ۱: ص ۳۰۳)
- امام عینیؒ (م ۸۵۵ھ) نے کہا: "ثقة"۔
- امام حسین بن عبد الرحمٰن العلوی الاھدلؒ (م ۸۵۵ھ) کہتے ہیں کہ "أكثر العلماء على تفضيله و تعظيمه"۔
- حافظ قاسم بن قطلو بغاؒ (م ۸۷۹ھ) نے کہا: "كان أبو يوسف فقيها عالما حافظا، لسان الحق و الدين، حجة الإسلام و المسلمين"۔ (مخطوطة مناقب الإمام الأعظم أبى حنيفة للقاسم: ص ۶۷-۶۸)
- حافظ محمد بن یوسف الصالحی الدمشقیؒ (م ۹۴۲ھ) نے کہا: "ثقة، امام"۔

(تاریخ بغداد: ج ۱۴: ص ۲۴۸-۲۵۰، ۲۶۲، اخبار ابی حنیفہ للصیمری: ص ۹۷، ۱۰۰، ۱۰۲، الطبقات لابن سعد: ج ۷: ص ۲۳۸، طبع بیروت، مناقب ابی حنیفہ واصحابہ: ص ۶۲، ۶۳، فضائل ابی حنیفہ لابن ابی العوام: ص ۳۰۲، المنتظم لابن الجوزی: ج ۹: ص ۷۵، المعارف لابن قتیبہ: ص ۴۹۹، الانتقاء لابن عبد البر: ص ۱۷۲، مشاہیر علماء الامصار: ص ۲۷۰، الکامل لابن عدی: ج ۸: ص ۴۶۶، ۴۶۸، المختلف لابن شاہین: ص ۲۰، الارشاد للخلیلی: ج ۱: ص ۴۰۲، ج ۲: ص ۵۶۹، الاسماء و الصفات للبیہقی: ص ۶۱۱، نیز دیکھئے نصب الراء: ج ۱: ص ۲۰۴، جامع الاصول لابن الاثیر: ج ۱۲: ص ۱۰۱۴، نخب الافکار: ج ۴: ص ۱۰۳، شذرات الذہب: ج ۲: ص ۳۶۷، ۳۷۰، عقود الجمان: ص ۶۲)

لہذا قاضی ابو یوسفؒ (م ۱۸۲ھ) ثقہ، متقن، حافظ الحدیث اور ثبت، حجت، امام اور فقیہ بے مثال ہیں۔

حافظ ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ)، جرح وتعدیل کے میزان میں۔

-مولانا نذیر الدین قاسمی

صاحب مسند ابی حنیفۃ، حافظ ابو محمد، عبد اللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی البخاری کی توثیق وثناء درج ذیل ہیں:

(۱) حافظ ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) کے نزدیک آپؒ ثقہ یا صدوق ہیں۔ (**الکامل لابن عدی: ج ۱: ص ۴۹۲، ۷۹**)

(۲) امام أبو بکر محمد بن الفضل الکاغدیؒ (م ۳۸۱ھ) نے کہا: **"الشيخ الفقيه الحافظ"**۔ (**بغية الطلب: ج ۱۰: ص ۴۳۴۹**)

(۳) حافظ ابو بکر محمد بن ابی اسحاق البخاریؒ (م ۳۸۴ھ) نے کہا: **"الشيخ، الإمام، الفقيه"**۔ (**بحر الفوائد المشهور بمغانی الأخبار: ص ۶۰، ۲۸۶**)

(۴) حافظ ابو عبد اللہ ابن مندہؒ (م ۳۹۵ھ) **"وكان حسن الرأی فيه"** حارثیؒ کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۷: ص ۷۳۷**)

- اور کہا کہ **"الامام الحافظ الفقيه"**۔ (**مسند امام اعظم للحارثی بتحقيق البهرائجی: ج ۱: ص ۱۲۰، ۱۱۲**)

(۵) صدوق، خطیب، امام الموفق بن احمد المکیؒ (م ۵۶۳ھ) نے کہا: **"الامام الاستاذ"** اور ان کی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ (**مناقب ابی حنیفۃ للموفق: ص ۱۴۵، ۲۱۰**)

(۶) حافظ ابو المؤید الخوارزمیؒ (م ۶۶۵ھ) نے کہا: **"الشيخ الامام الحافظ أبو محمد عبد الله بن محمد بن يعقوب ابن الحارث الحارثي البخاري الأستاذ رحمه الله رحمةً واسعةً"**۔ (**جامع المسانید للخوارزمی: ج ۱: ص ۴، ۲۳۶**)

- اور کہا کہ **"من طالع مسنده الذي جمعه للإمام أبي حنيفة علم تبحره في علم الحديث وإحاطته بمعرفة الطرق والمتون"**۔ (**جامع المسانید للخوارزمی: ج ۲: ص ۵۲۵**)

(۷) حافظ ابن عبد الہادیؒ (م ۷۴۴ھ) نے کہا: **"محدِّث ما وراء النَّهر العلَّامة"**۔ (**طبقات علماء الحدیث: ج ۳: ص ۴۷**)

(۸) حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے کہا:

"الفقيه، عالم ماوراء النهر ومحدثه، الإمام العلامة، صنّف التصانيف"۔

"الشّيخ الإمام الفقيه العلّامة المحدّث، عالم ماوراء النّهر"۔

"كَانَ كبير الشّأن كثير الحديث، إمامًا فِي الفقه وكان محدثاً جوّالاً، رأسا في الفقه"۔ (تذكرة الحفاظ: ج ۲: ص ۱۳۵، ج ۳: ص ۴۹، سیر: ج ۱۵: ص ۴۲۵، تاریخ الإسلام: ج ۷: ص ۷۳۷، العبر: ج ۲: ص ۶۰)

اورانہوں نے حافظ الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کو "تذکرۃ الحفاظ" میں بھی شمار کیا ہے۔ (ج ۳: ص ۴۹)

- نیز حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) کی اپنی رائے میں حافظ الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (تذہیب تہذیب الکمال: ج ۹: ص ۲۲۲، ج ۱: ص ۱۱۰)

(۹) امام صلاح الدین الصفدیؒ (م ۷۶۴ھ) نے کہا:

"عبد الله بن محمّد بن يعقوب بن الْحارث بن خليل أبو محمّد الكلاباذي البخارِي الْفَقِيه شيخ الْفقيه الْحنفيّة بما وراء النّهر يعرف بِعَبْد الله الْأُستاذ كان كبير الشّأْن كثير الحديث إِماما فِي الْفِقْه"۔ (الوافي بالوفيات: ج ۱۷: ص ۲۶۱)

(۱۰) حافظ عبد القادر قریشیؒ (۷۷۵ھ) نے کہا:

"الحافظ الفقيه الاستاذ"۔ (الجواہر المضیۃ: ج ۱: ص ۲۴۹، ۳۲۶)

(۱۱) امام محمود بن احمد القونویؒ (م ۷۷۷ھ) نے کہا:

"الشيخ، الامام، العلامة"۔ (مخطوطة المعتمد فی احاديث المسند للقونوی: ص ۱)

(۱۲) امیر المؤمنین فی الحدیث، حافظ ابن حجر العسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے ابو محمد عبد اللہ الحارثیؒ کی روایت کے بارے میں فرمایا

"ليس فی الاسناد من ينظر فی حاله۔۔۔۔"

کہ اسکی سند میں کوئی ایسا راوی نہیں ہے، جس کا حال قابلِ نظر ہو۔ (موافقۃ الخبر لابن حجر: ج ۲: ص ۱۱۱)

ثابت ہوا کہ حافظ ابن حجرؒ (م ۸۵۲ھ) کے نزدیک حافظ حارثیؒ (م ۳۴۰ھ) ثقہ ہیں۔

- ایک اور مقام پر حافظ ابن حجرؒ (م ۸۵۲ھ) نے کہا: ''الفقيه، شيخ الحنفية، الحافظ''۔(تبصیر المنتبہ: ج ۳: ص ۱۲۲۳، لسان المیزان: ج ۹: ص ۱۵۹)

(۱۳) مشہور صدوق، محدث، امام بدر الدین العینیؒ (م ۸۵۵ھ) نے ان کو ''الثقات'' میں شمار کیا ہے۔(البنایۃ: ج ۷: ص ۲۳۶، نیز دیکھئے ج ۱۰: ص ۲۱۱)

(۱۴) حافظ محمد بن یوسف الصالحی الدمشقیؒ (م ۹۴۲ھ) کے نزدیک بھی وہ ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔(عقود الجمان: ص ۶۹، نیز دیکھئے مجلہ الاجماع: ش ۱۶: ص ۲۶)

(۱۵) صدوق، مؤرخ، امام ابو القاسم شرف الدین بن عبد العلیم القرشی الیمنیؒ (م بعد ۹۷۴ھ) اپنی کتاب ''قلائد عقود الدرر والعقيان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان'' کے مقدمہ میں ''العلماء الثقات'' میں حافظ ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کو شمار کیا ہے۔(مخطوطة قلائد عقود الدرر والعقيان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: فوليو نمبر ۳-۲، رقم ۹۰۰/۲۶۴ ا، مکتبة عارف حكمة بالمدينة المنورة، نیز دیکھئے مجلہ الاجماع: ش ۱۵: ص ۴۸)

(۱۶) فقیہ علاء الدین علی بن امر اللہ المعروف بابن الحنائیؒ (م ۹۷۹ھ) نے کہا:

''له تصانيف مقبولة متداولة''۔(طبقات الحنفیۃ: ج ۲: ص ۱۲، بتحقیق محی ہلال، طبع بغداد)

(۱۷) فاضل، امام محمود بن سلیمان الکفویؒ (م ۹۹۰ھ) نے کہا:

''الشيخ الامام الاستاذ''۔(کتائب اعلام الاخیار من فقہاء مذہب النعمان المختار: ج ۱: ص ۳۶۱، طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

(۱۸) امام تقی الدین الغزیؒ (م ۱۰۱۰ھ) نے کہا:

''بالجملة فقد كان عبد الله إماما كبيرا في الفقه، والحديث، من أعلام الأئمّة بما وراء النّهر. رحمه الله تعالى''۔(الطبقات السنية للغزی: ج ۴: ص ۲۳۷)

(۱۹) علامہ حاجی خلیفہؒ (م ۱۰۶۷ھ) کہتے ہیں:

''كان إمامًا كبيرًا في الفقه والحديث، من أعلام الأئمة بما وراء النَّهر، وكان مكثرًا''۔(سلم الوصول: ج ۲: ص ۲۲۹)

(۲۰) امام ابن العمادؒ (م ۱۰۸۹ھ) فرماتے ہیں کہ:

"العلّامة، أبو محمد، عبد الله بن محمد بن يعقوب بن الحارث البخاري الفقيه، شيخ الحنفية بما وراء النهر، ويعرف بعبد الله الأستاذ، وكان محدّثا، جوّالا، رأسا في الفقه"۔ (شذرات الذهب: ج ۴: ص ۲۱۹)

لہذا حافظ ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کم از کم صدوق ہیں۔ واللہ اعلم

جروحات کا جواب:

- امام ابو بکر البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) فرماتے ہیں کہ

قال: لنا أبو عبد الله: فسمعت أبا أحمد الحافظ يقول: كان عبد الله بن محمد بن يعقوب الأستاذ يشبج الحديث قال: ولست أرتاب فيما ذكره أبو أحمد من حاله فقد رأيت في حديثه عن الثقات من الأحاديث الموضوعة ما يطول بذكره الكتاب وليس يخفى حاله على أهل الصنعة قال: وأرى جماعة من المتروكين يلتجئون في هذه المناكير والموضوعات إلى الحسن بن سهل البصري عن قطن بن صالح الدمشقي ولم يخرج لنا حديثهما عن الثقات فكنا نقف على حالهما ثم ذكر شيخنا أبو عبد الله من منكرات حديثهما ما يستدل به على حالهما في الجرح, وقد ذكر من جمع في هذه المسألة أخبارا رواية عبد الله بن محمد وذكرها أيضا عن أحمد بن محمد بن ياسين عن الحسن بن سهل وهي إن سلمت من عبد الله الأستاذ فلن تسلم من الحسن بن سهل فآثار الوضع ظاهرة على رواياته, والله المستعان۔ (القراءۃ خلف الامام للبیہقی: ص ۱۷۹)

- میزان الاعتدال میں ہے کہ

قال ابن الجوزي: قال أبو سعيد الرواس: يتهم بوضع الحديث۔

وقال أحمد السليماني: كان يضع هذا الإسناد على هذا المتن وهذا المتن على هذا الإسناد وهذا ضرب من الوضع۔

وقال حمزة السهمي: سألت أبا زرعة أحمد بن الحسين الرازي عنه فقال: ضعيف۔

وقال الحاكم: هو صاحب عجائب وأفراد عن الثقات سكتوا عنه۔

وقال الخطيب: لا يُحتَجُّ به۔

وقال الخليلي: يعرف بالأستاذ له معرفة بهذا الشأن وهو لين ضعفوه۔ (ج۲:ص۴۹۶)

الجواب:

اولاً حافظ ابو احمد الحاکم الکبیرؒ (م ۳۷۸ھ) اگرچہ مشہور ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں، لیکن آخیر عمر میں ان کا حافظہ متغیر ہوگیا تھا۔ (**تاریخ الاسلام: ج۸:ص۶۰۴**)، اور امام ابوعبداللہ الحاکم الصغیر صاحب المستدرک (م ۴۰۵ھ) نے ان سے سماع کب کیا، اس کی تصریح نہیں ملی۔ لہذا استدلال غیر صحیح ہے۔

دوم امام ابوعبداللہ الحاکم الصغیر صاحب المستدرک (م ۴۰۵ھ) کے الفاظ میں تصریح ہے کہ حافظ ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) نے موضوعات روایت کی ہے۔ لیکن ان کے احادیث کو وضع کرنے کی تصریح، امام ابوعبداللہ الحاکم الصغیر (م ۴۰۵ھ) کی عبارت میں نہیں ہے۔

لہذا ان کا کلام، حافظ حارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کے صدوق ہونے کے منافی نہیں ہے۔ نیز دیکھئے ص:۔

سوم امام بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) نے بھی تسلیم کیا ہے کہ اس خاص روایت میں ''**إن سلمت من عبد الله الأستاذ۔۔۔**'' حافظ ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) منفرد نہیں ہیں۔ لہذا ان پر جرح بھی کمزور معلوم ہوتی ہے۔

چہارم ابوسعید الرواسؒ نہ جرح وتعدیل کے ائمہ میں سے ہیں اور نہ ہی ان کی کسی نے توثیق کی ہے۔

پنجم عام طور سے اصحاب الحدیث، اصحاب الرائے کے سلسلے میں متشدد ومتعنت تھے۔ (ص:) اور پھر حافظ ابو احمد الحاکم الکبیرؒ (م ۳۷۸ھ)، امام ابوعبداللہ الحاکم الصغیر صاحب المستدرک (م ۴۰۵ھ)، حافظ المشرق، خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ)، حافظ ابو الفضل السلیمانیؒ (م ۴۰۴ھ) وغیرہ حضرات متشدد ومتعصب تھے۔ (**بحث عن العلماء المتشددين و المتساهلين و المعتدلين للشيخ عمرو العدوی، المنتظم لابن الجوزی: ج۱۶:ص ۱۳۳، الروض الباسم: ج۱:ص۲۴۹**)

لہذا اصحاب الرائے کے سلسلے میں ان حضرات کی جرح مقبول نہیں ہے، خاص طور سے جبکہ دیگر ائمہ محدثین ان کی توثیق کر چکے ہیں۔

ششم ائمہ احناف نے بھی ان کے مجروح ہونے کی نفی کی ہے۔ چنانچہ حافظ عبد القادر القرشیؒ (م ۷۷۵ھ)، حافظ قاسم بن قطلوبغاؒ (م ۸۷۹ھ)، فاضل، امام تقی الدین الغزیؒ (م ۱۰۱۰ھ) وغیرہ نے ان پر موجود جروحات کا رد کیا ہے۔ (**الجواهر**

المضیة: ج۱: ص۲۹۰، تاج التراجم للقاسم: ص۱۷۶، الطبقات السنیة للغزی: ج۴: ص۲۳۷)

لہذا راجح قول میں وہ صدوق ہیں۔

امام اسد بن عمرو البجلیؒ (م ۱۹۰ھ)، ائمہ کے نزدیک صدوق ہیں۔

-مفتی ابو احمد ،ابن اسماعیل المدنی

امام اسد بن عمرو البجلیؒ (م ۱۹۰ھ) بھی ائمہ کے نزدیک صدوق ہیں۔

(۱) ابن معینؒ (م ۲۳۳ھ) ثقہ،صدوق،لا باس بہ کہتے ہیں۔

(۲) امام احمدؒ (م ۲۴۱ھ) فرماتے ہیں کہ اسدؒ صدوق،صالح الحدیث ہیں۔

(۳) حافظ احمد بن منیعؒ (م ۲۴۴ھ) نے کہا: اسد بن عمرو ثقہ،صدوق تھے۔

(۴) امام ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) نے کہا: میں نے ان کی احادیث میں کوئی حدیث منکر نہیں پائی، میں سمجھتا ہوں کہ ان کی احادیث مستقیم ہے اوران کی روایات واحادیث میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۵) امام ابن سعدؒ (م ۲۳۰ھ) نے کہا کہ وہ انشاء اللہ ثقہ ہیں۔

(۶) حافظ ابن عمار الموصلیؒ (م ۲۴۲ھ) نے کہا کہ ان میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۷) امام ابوداودؒ (م ۲۷۵ھ) نے کہا کہ فی نفسہ ان میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۸) امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) کہتے ہیں کہ ان کا اعتبار کیا جائے گا۔

(۹) حافظ قاسم بن قطلو بغاؒ (م ۸۷۹ھ) نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔

(۱۰) امام نسائیؒ (م ۳۰۳ھ) کہتے ہیں کہ ان میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۱) محدث عینیؒ (م ۸۵۵ھ) نے بھی آپؒ کو ثقہ قرار دیا ہے۔

(۱۲) حافظ ابوسعد السمعانیؒ (م ۵۶۲ھ) کہتے ہیں کہ وہ کثیر الحدیث اور انشاء اللہ ثقہ ہیں۔

- اور شیخ محمد عمر ولطیف نے وضاحت کے ساتھ کہا کہ ''**مختلف فيه اختلافًا كثيرًا، و الأشبه أنه صدوق في الحديث، إنما طعنوا فيه من أجل الرأي**'' اسد بن عمرؒ مختلف فیہ راوی ہیں اوران میں ائمہ کا بہت اختلاف ہے۔ان کے بارے میں مناسب قول یہ ہے کہ وہ حدیث میں صدوق ہیں اور رائے کی وجہ سے ،محدثین نے ان پر طعن کیا ہے۔(**موسوعۃ الاقوال امام یحیی بن معین: ج۱: ص ۲۱۹،موسوعۃ الاقوال امام احمد: ج۱: ص ۸۸،الکامل: ۲: ص ۸۳- ۸۴،تاریخ بغداد: ج۷: ص ۱۸-۲۰، کتاب الثقات للقاسم: ج ۲: ص ۳۴۷،تسمیۃ من لم یرو عنہ غیر رجل واحد للنسائی: ص**

۱۲۴، عمدۃ القاری: ج۱۱: ص۲۴۰، الانساب للسمعانی: ج۱۰: ص۴۱۷، تبييض الصحيفة بأصول الأحاديث الضعيفة: ج۲: ص٦٦)،

لہذا امام اسد بن عمرو البجلیؒ (م ۱۹۰ھ)، ائمہ کے نزدیک صدوق ہیں۔

مشہور فقیہ، امام حسن بن زیاد اللؤلؤیؒ (م ۲۰۴ھ)، کا امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) اوران کے اصحاب کی روایات میں مقام۔

-مولانا نذیر الدین قاسمی

مشہور فقیہ، امام حسن بن زیاد اللؤلؤیؒ (م ۲۰۴ھ)، امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) اوران کے اصحاب کی روایات کے عالم، حافظ اوران میں مکثر ہیں۔ چنانچہ

(۱)　حافظ المشرق، امام خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) کہتے ہیں کہ ''**الحسن بن زياد اللؤلؤي عن أبي حنيفة روايات كثيرة**''۔(**تاریخ بغداد: ج۷: ص۳۲۸**)

(۲)　حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے کہا: ''**قد ساق الخطيب في ترجمته أشياء لا ينبغي ذكرها وكان حافظا لقول أصحاب الرأي**''۔(**الوافی بالوفیات: ج۱۲: ص۱۶**)

(۳)　محدث عینیؒ (م ۸۵۲ھ) کہتے ہیں کہ ''**صاحب الإمام أبی حنيفة**''۔(**مغانی الاخیار: ج۱: ص۱۹۶**)

(۴)　حافظ زکریا بن یحیی الساجیؒ (م ۳۰۷ھ) کہتے ہیں کہ ''**وكان حافظا لقولهم، يعني أصحاب الرأي**''۔

(۵)　حافظ ابو عبداللہ، احمد بن یونس التمیمیؒ (م ۲۲۷ھ) کہتے ہیں کہ ''**وكان حافظا لقول أصحابه**''۔(**تاریخ الاسلام: ج۵: ص۴۸**)

(۶)　حافظ ابو سعد السمعانیؒ (م ۵۶۲ھ) نے کہا: ''**كان حافظاً للروايات عن أبي حنيفة**''۔(**الانساب: ج۱۱: ص۲۳۰**)

(۷)　حافظ ابن الاثیر الجزریؒ (م ۶۳۰ھ) کہتے ہیں کہ "**وَكَانَ عَالما بروايات أبي حنيفَة**"۔(**اللباب: ج۳: ص۱۳۶**)

معلوم ہوا کہ امام حسن بن زیاد اللؤلؤیؒ (م ۲۰۴ھ)، امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) اوران کے اصحاب کی روایات کے عالم، حافظ اوران میں مکثر ہیں۔ لہذا ان حضرات سے مروی روایات میں وہ صدوق ہیں۔(**مجمع الزوائد: حدیث نمبر ۸۷۹۰، میزان الاعتدال: ج۲: ص۲۲۴، ترجمہ اعمش**) واللہ اعلم

امام ابوحنیفہ، نعمان بن ثابتؒ (م ۱۵۰ھ) ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ [قسط ۲]

-مفتی ابو احمد بن اسماعیل المدنی

(۲۱) امام عبدالرحمٰن بن مہدیؒ (م ۱۹۸ھ) کہتے ہیں کہ

"کنت نقالا للحدیث، فرایت سفیان الثوری امیر المومنین فی العلماء، و سفیان بن عیینة امیر العلماء، و شعبة عیار الحدیث، و عبد الله بن المبارک صراف الحدیث، و یحیی بن سعید قاضی العلماء، و ابو حنیفة قاضی قضاة العلماء، و من قال لک سوی ذلک فارمه فی کناسة بنی سلیم"۔

میں حدیث کو نقل کرنے والا ہوں۔ اور میری رائے میں امام سفیان ثوریؒ (م ۱۶۱ھ)، امیر المومنین فی العلماء ہیں۔ امام سفیان بن عیینہؒ (م ۱۹۸ھ)، امیر العلماء ہیں۔ امام شعبہؒ (م ۱۶۰ھ)، عیار الحدیث ہیں۔ عبداللہ بن المبارکؒ (م ۱۸۱ھ)، صراف الحدیث ہیں۔ یحیی بن سعید القطانؒ (م ۱۹۸ھ)، قاضی العلماء ہیں اور ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ)، قاضی قضاۃ العلماء ہیں۔ (**کشف الآثار الشریفۃ للحارثی: ج ۱: ص ۵۵۵**) [۱]

(۲۲) ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث، امام عبدالقادر القرشیؒ (م ۷۷۵ھ) کہتے ہیں کہ

"الاسناد اسناد صحیح و ابو حنیفة ابو حنیفة"

اس حدیث کی سند صحیح ہے اور امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) تو ابوحنیفہ ہیں۔ (**الحاوی للقرشی: ج ۱: ص ۳۲۶**)

(۲۳) ثقہ، امام، اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاقؒ (م ۱۶۰ھ) فرماتے ہیں کہ

"نعم الرجل النعمان ما کان أحفظه لکل حدیث فیه فقه [فی روایت علی قلة روایته للحدیث] و أشد فحصه عنه و أعلمه بما فیه من الفقه و کان قد ضبط عن حماد فأحسن الضبط عنه"۔

(نعمان کتنے اچھے شخص ہیں، ایسی حدیث جس میں فقہ ہو، اسے خوب یاد رکھنے والے، اس (حدیث) کی بہت جانچ پڑتال کرنے والے، اور اس میں موجود فقہ کو بہت جاننے والے ہیں، انہوں نے (امام) حمادؒ سے (علم) حاصل کیا، سو بہترین حاصل کیا)۔ (**اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ للصیمری: ص ۲۳، فضائل ابی حنیفۃ لابن ابی العوام: ص ۱۵۱**) [۲]

(۲۴) مشہور محدث امام، بدرالدین عینیؒ (م ۸۵۵ھ) نے بھی امام صاحبؒ کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (**البنایۃ: ج ۱۲: ص ۲۲۹، نخب**

---

(۱) اس کی سند حسن ہے۔ (دیکھئے ص: ۳۴)

(۲) اس کی سند حسن ہے۔ (دیکھئے ص: ۳۶)

الافکار: ج ٤: ص ١٠٣)

(٢٥) محمد بن طلحۃ بن مصرف الیامیؒ (م ١٦٧ھ) فرماتے ہیں کہ

یا أبا تمیلة! إذا وجدت قولاً عن ابی حنیفة رحمة الله علیه عن ثقة فعلیك به، فإنك لا تجد شیئاً عن أبي حنیفة إلا نضجاً۔

اے ابوتمیلۃ! جب تم کو کسی ثقہ کے ذریعہ سے، امام صاحبؒ کا کوئی قول یا کوئی حدیث مل جائے، تو اس کو لے لو، اس لئے کہ تم [ثقات کے ذریعہ] امام صاحبؒ سے عمدہ اقوال یا عمدہ احادیث ہی پاؤ گے۔ (**کشف الآثار الشریفۃ للحارثی: ج ١: ص ١٥٦**)[١]

(٢٦) مشہور حافظ الحدیث، امام، محدث علاء الدین المارد ینیؒ (م ٧٥٠ھ) فرماتے ہیں کہ

''**وان تکلم فیه بعضهم فقد وثقه کثیرون**''

اگرچہ بعض حضرات نے امام صاحبؒ پر کلام کیا ہے، لیکن تحقیق یہ ہے کہ اکثر حضرات نے امام ابوحنیفہؒ (م ١٥٠ھ) کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (**الجوہر النقی مع السنن الکبری للبیہقی: ج ٨: ص ٢٠٣**)

(٢٧) مشہور ثقہ، مامون، حافظ، حجت، امام عبداللہ بن داود الخریبیؒ (م ٢١٣ھ) فرماتے ہیں کہ

''**یجب علی أهل الإسلام أن یدعو االله لأبي حنیفة في صلاتهم قال: وذکر حفظه علیهم السنن والفقه**''

اہل اسلام پر واجب ہے کہ وہ اپنی نمازوں میں امام ابوحنیفہؒ (م ١٥٠ھ) کے لئے دعا کریں۔ اور یہ اس لئے کہ انہوں نے سنت، حدیث اور فقہ مسلمانوں کے لئے محفوظ کی ہے۔ (**تاریخ بغداد: ج ١٣: ص ٣٤٤**)[٢]

(٢٨) صدوق، امام شمس الائمۃ، امام سرخسیؒ (م ٤٨٣ھ) فرماتے ہیں کہ

''**کان أعلم أهل عصره بالحدیث ولکن لمراعاة شرط کمال الضبط قلت روایته**''

امام ابوحنیفہؒ (م ١٥٠ھ)، اپنے زمانے میں سب سے زیادہ حدیث کو جاننے والے تھے۔ لیکن ضبط کے اعلی درجہ کی شرط کی حفاظت کی وجہ سے، ان کی روایت کم ہوگئی۔ (**اصول السرخسی: ص ٣٥٠**)

(٢٩) ثقہ، مجتہد، حافظ الحدیث، امام حماد بن ابی سلیمانؒ (م ١٢٠ھ) فرماتے ہیں کہ

''**کان ابو حنیفة رحمه الله یجالسنا بالسمت والوقار والورع وکنا نغذوه بالعلم حتی دقق السؤال فخفت**

---

(١) اس کی سند حسن ہے۔ (دیکھئے ص: ٣٩)

(٢) اس کی سند حسن ہے۔ (دیکھئے ص: ٤٠)

علیہ من ذلك و كان و الله حسن الفهم جيد الحفظ حتى شنعوا عليه بما هو و الله أعلم به منهم فيلقون عدا الله و انا أعلم أن العلم جليس النعمان كما أعلم ان النهار له ضوء يجلو ظلمة الليل''

ابوحنیفہؒ انتہائی سنجیدگی، وقار اور تقوی کے ساتھ ہمارے پاس بیٹھا کرتے تھے، ہم انہیں علم کی غذا دیتے، یہاں تک کہ وہ دقیق سوالات کرنے لگے تو اس سے مجھے ان پر خوف ہوا، **قسم بخدا وہ بہترین فہم اور عمدہ یادر کھنے والے تھے،** یہاں تک کہ ان پر ایسی چیزوں کے بارے میں طعن و تشنیع کی گئی، جسے طعنہ دینے والوں کی بنسبت واللہ وہ زیادہ جانتے تھے تو وہ ان کے دشمن ہو گئے، حالانکہ میں جانتا ہوں کہ علم، نعمان کا ہم نشین ہے، جس طرح میں جانتا ہوں کہ دن کی ایک ایسی روشنی ہے جو رات کی تاریکی کو دور کرتی ہے۔ **(اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ للصیمری: ص ۲۳)**[۱]

(۳۰) حافظ المغرب، امام ابوعمر ابن عبدالبرؒ (م ۴۶۳ھ) کہتے ہیں کہ

''الذين رووا عن أبي حنيفة و وثقوه و أثنوا عليه أكثر من الذين تكلموا فيه''

جن لوگوں نے امام صاحبؒ سے روایت کیا اور ان کو ثقہ قرار دیا ہے، وہ ان لوگوں سے زیادہ ہیں، جنہوں نے امام صاحبؒ پر کلام کیا ہے۔ **(جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبدالبر: ج ۲: ص ۱۰۸۲)**

---

(۱)　اس کی سند حسن ہے۔ **(دیکھئے ص: ۴۲)**

امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ)، امام عبدالرحمٰن بن مہدیؒ (م ۱۹۸ھ) کے نزدیک قاضی قضاۃ العلماء ہیں۔

-مفتی ابو احمد بن اسماعیل المدنی

صدوق، حافظ الحدیث، امام ابومحمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) فرماتے ہیں کہ

"حدثنا سهل بن خلف بن وردان القطان، قال سمعت عطاء بن موسى الجرجاني، قال حدثنا صدقة قال سمعت عبد الرحمن بن مهدي، قال: كنت نقالا للحديث، فرايت سفيان الثوري امير المومنين في العلماء، و سفيان بن عيينة امير العلماء، و شعبة عيار الحديث، و عبد الله بن المبارك صراف الحديث، و يحيى بن سعيد قاضي العلماء، و ابو حنيفة قاضي قضاة العلماء، و من قال لك سوى ذلك فارمه في كناسة بني سليم"۔

میں حدیث کو نقل کرنے والا ہوں۔ اور میری رائے میں امام سفیان ثوریؒ (م ۱۶۱ھ)، امیر المومنین فی العلماء ہیں۔ امام سفیان بن عیینہؒ (م ۱۹۸ھ)، امیر العلماء ہیں۔ امام شعبہؒ (م ۱۶۰ھ)، عیار الحدیث ہیں۔ عبداللہ بن المبارکؒ (م ۱۸۱ھ)، صراف الحدیث ہیں۔ یحیی بن سعید القطانؒ (م ۱۹۸ھ)، قاضی العلماء ہیں اور ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ)، قاضی قضاۃ العلماء ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔

(كشف الاثار الشريفة للحارثي: ج۱: ص ۵۵۵)

سند کی تحقیق:

(۱) حافظ ابومحمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کی توثیق کے لئے دیکھئے مجلہ الاجماع: ش ۲: ص ۸۹، نیز دیکھئے ص: ۲۲، اوران کے متابع میں صدوق فقیہ ابوعبداللہ، محمد بن عصام بن ابی احمد القطوانیؒ (م ۳۵۲ھ) موجود ہیں۔ (المؤتلف و المختلف لابن القيسراني: ص ۱۱۶، توضیح المشتبہ لابن ناصر الدین: ج ۷: ص ۲۳۶، القند فی ذکر علماء سمرقند: ص ۵۸۱، نیز دیکھئے مجلہ الاجماع: ش ۱۴: ص ۵۷)

(۲) ابوحاتم، سہل بن خلف بن وردان القطانؒ (م ۲۸۷ھ) کی توثیق نہیں ملی۔ (الاکمال لابن ماکولا: ج ۶: ص ۳۹۴، ج ۱: ص ۳۳۳، تاریخ الاسلام: ج ۷: ص ۹۷۴، تاریخ ابن عساکر: ج ۳۱: ص ۳۴۷) لیکن وہ اس روایت میں صدوق ہیں، کیونکہ ان کے متابع میں عباس بن الفضل بن یحیی الندبیؒ موجود ہے۔ (الانساب: ج ۳: ص ۱۰۶، ج ۱۰: ص ۲۵۱، القند فی ذکر علماء سمرقند: ص ۵۸۱، ۳۲۲، ۵۹۳)

(۳) ابوسعید، عطاء بن موسی الجرجانیؒ سے ابوحاتم، سہل بن خلف بن وردان القطانؒ (م ۲۸۷ھ)، عباس بن الفضل بن یحیی

الندبیؒ، ابو عمر حفص بن ابی حفص الکسیؒ، وغیرہ نے روایت لی ہے۔ (**القند فی ذکر علماء سمرقند: ص ۵۸۱**)

لہذا ابو سعید، عطاء بن موسی الجرجانیؒ بھی صدوق ہیں۔ (**مجلہ الاجماع: ش ۱۶: ص ۳۱**)

(۴)　ابو الفضل، صدقۃ بن الفضلؒ (م ۲۲۶ھ) صحیح بخاری کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۲۹۱۸**)

(۵)　امام عبد الرحمٰن بن مہدیؒ (م ۱۹۸ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ (**تقریب: رقم ۴۰۱۸**)

لہذا یہ سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاقؒ (م ۱۶۰ھ) نے امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کے حافظہ اور ضبط کی تعریف کی ہے۔

-مفتی ابو احمد بن اسماعیل المدنی

صدوق، حافظ الحدیث، امام ابوعبداللہ الصیمریؒ (م ۴۳۶ھ) فرماتے ہیں کہ

أخبرنا عمر بن إبراهيم قال ثنا مكرم قال ثنا أحمد قال ثنا أبو غسان قال سمعت أسرائيل يقول نعم الرجل النعمان ما كان أحفظه لكل حديث فيه فقه و أشد فحصه عنه و أعلمه بما فيه من الفقه و كان قد ضبط عن حماد فأحسن الضبط عنه______

اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاقؒ (م ۱۶۰ھ) کہتے ہیں کہ نعمان بن ثابت کیا ہی اچھے آدمی ہیں، اور کیا ہی اچھی طرح سے انہوں نے احکام والی حدیث یاد رکھی ہے اور وہ حدیث کے بارے میں بڑی بحث کرنے والے اور اس میں موجود فقہی مسائل کو بہت زیادہ جاننے والے تھے۔ (**اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ للصیمری: ص ۲۳**)

سند کی تحقیق:

(۱) امام ابوعبداللہ الصیمریؒ (م ۴۳۶ھ) مشہور صدوق، حافظ الحدیث ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم، الفوائد البهية في تراجم الحنفية: ص ۶۷**)

(۲) عمر بن ابراہیم بن احمد، ابوحفص الکتانی المقریؒ (م ۳۹۰ھ) ثقہ ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۸: ص ۶۶۲**)

(۳) مکرم بن احمد البغدادیؒ (م ۳۴۵ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۷: ص ۸۲۸**)

(۴) احمد بن عطیہ متکلم فیہ راوی ہے۔

(۵) ابوغسان، ملک بن اسماعیل بن درہم الکوفیؒ (م ۲۱۷ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، متقن، صحیح الکتاب ہیں۔ (**تقریب: رقم ۶۴۲۴**)

(۶) اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاق السبیعیؒ (م ۱۶۰ھ) بھی صحیحین کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۴۰۱**)

معلوم ہوا کہ اس سند کے تمام راوی ثقہ یا صدوق ہیں، البتہ احمد بن عطیہ متکلم فیہ، ضعیف راوی ہے۔ لیکن ان کے متابع میں ثقہ، حافظ ابراہیم بن سعید الجوہریؒ (م ۲۵۰ھ) موجود ہیں، چنانچہ ثقہ، ثبت، حافظ ابوالقاسم ابن ابی العوامؒ (م ۳۳۵ھ) فرماتے ہیں

کہ

حدثني محمد بن أحمد قال: حدثني محمد بن حماد، ثنا إبراهيم بن سعيد قال: ثنا المثنى بن رجاء قال: سمعت إسرائيل يقول: نعم الرجل النعمان بن ثابت على قلة روايته للحديث، فقهه عن حماد وحسبك به۔

اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاقؒ (م ۱۶۰ھ) کہتے ہیں کہ نعمان بن ثابت بہترین شخص ہیں، حدیث کی روایت ان سے کم ہونے کے باوجود، فقہ انہوں نے حماد سے حاصل کیا، اور وہ تیرے کیلئے کافی ہیں۔ (**فضائل ابی حنیفۃ لابن ابی العوام: ص ۱۵۱**)

سند کی تحقیق:

(۱) حافظ ابوالقاسم ابن ابی العوامؒ (م ۳۳۵ھ) مشہور ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ (**مجلہ الاجماع: ش ۲: ص ۳**)

(۲) محمد بن حماد سے مراد ابو بشر، محمد بن احمد بن حماد الدولابیؒ (م ۳۱۰ھ) بھی صدوق، حافظ الحدیث ہیں۔ (**مجلہ الاجماع: ش ۲: ص ۳**)

(۳) ابوعبداللہ، محمد بن حماد بن المبارک المصیصیؒ سے ایک جماعت مثلاً ابراہیم بن الحداد التنیسیؒ، اسماعیل بن محمد بن سنان القاضیؒ، معاویۃ بن محمد بن دینویۃ، ابوعبدالرحمٰن الاذریؒ، حافظ ابو بشر، محمد بن احمد بن حماد الدولابیؒ (م ۳۱۰ھ)، احمد بن محمود بن مقاتل، ابوالحسن الفقیہؒ، حافظ محمد بن عمیر الرازیؒ (م ۲۹۷ھ)، احمد بن اسحاق بن ابراہیم المحلمیؒ (م ۳۲۸ھ)، امام سلیمان بن احمد الطبرانیؒ (م ۳۶۰ھ)، وغیرہ نے روایت لی ہے۔ (**فتح الباب فی الکنی والالقاب: ص ۵۰۱، تاریخ دمشق: ج ۷: ص ۲۷۸، ج ۵۹: ص ۲۷۵، موجبات الجنۃ لابن الفاخر: ص ۱۱۶، کتاب اللطائف من علوم المعارف لابی موسی المدینی: حدیث نمبر ۱۵۹، تاریخ بغداد: ج ۱۱: ص ۱۱۵، نیز دیکھئے مناقب الامام ابی حنیفۃ للذہبی: ص ۲۳**)

اور ان پر کوئی جرح نہیں ملی۔ اور شیوخ الطبرانی جو میزان میں نہیں ہیں، وہ صدوق ہونگے۔ (**مجموع الزوائد: ج ۱: ص ۸**)

لہذا وہ صدوق ہیں۔ واللہ اعلم

(۴) ابراہیم بن سعید الجوہریؒ (م ۲۵۰ھ) صحیح مسلم وسنن اربع کے راوی اور ثقہ، حافظ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۱۷۹**)

(۵) مثنی بن رجاء کی توثیق نہیں ملی، لیکن چونکہ ان کے متابع میں ثقہ، حافظ ابوغسان، ملک بن اسماعیل بن درہم الکوفیؒ (م ۲۱۷ھ) موجود ہیں، لہذا ان پر کلام فضول ہے۔

نوٹ:

ممکن ہے کہ مثنی بن رجاءؒ سے مراد اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاق السبیعیؒ کے شاگرد، صدوق راوی عبداللہ بن رجاء بن مثنی

البصریؒ (م ۲۲۰؁ھ) ہوں۔ کیونکہ وہ اسرائیل کے شاگرد ہیں اور ابراہیم بن سعید الجوہریؒ (م ۲۵۰؁ھ) کے شیوخ کے طبقہ سے ہیں۔ واللہ اعلم

(۶) اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاق السبیعیؒ (م ۱۶۰؁ھ) کی توثیق گزر چکی۔

خلاصہ یہ کہ احمد بن عطیۃ کے متابع میں ثقہ، حافظ ابراہیم بن سعید الجوہریؒ (م ۲۵۰؁ھ) موجود ہے، لہذا اس روایت میں ان پر کلام فضول ہے اور ان کی یہ روایت مقبول ہے اور ثابت ہوا کہ اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاقؒ (م ۱۶۰؁ھ) نے حدیث میں امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰؁ھ) کے حافظہ اور ضبط کی تعریف فرمائی ہے۔

محمد بن طلحۃ بن مصرف الیامیؒ (م ۱۶۷ھ) کے نزدیک، امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) ثقہ ہیں۔

-مفتی ابو احمد بن اسماعیل المدنی

صدوق، حافظ الحدیث، امام ابومحمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا أبو جعفر أحمد بن سعيد النيسابوري، قال: حدثنا أبو كريب، قال: حدثني أبو تميلة يحيى بن واضح، تجارينا مع محمد بن طلحة بن مصرف ذكر أبي حنيفة، قال: فقال محمد بن طلحة: يا أبا تميلة! إذا وجدت قولاً عن ابى حنيفة رحمة الله عليه عن ثقة فعليك به، فإنك لا تجد شيئاً عن أبي حنيفة إلا نضجاً۔

محمد بن طلحہ بن مصرف الیامیؒ (م ۱۶۷ھ) فرماتے ہیں کہ اے ابوتمیلۃ! جب تم کو کسی ثقہ کے ذریعہ سے، امام صاحبؒ کا کوئی قول یا کوئی حدیث مل جائے، تو اس کو لے لو، اس لئے کہ تم [ثقات کے ذریعہ] امام صاحبؒ سے عمدہ اقوال یا عمدہ احادیث ہی پاؤں گے۔ (**کشف الآثار الشریفۃ للحارثی: ج۱: ص۱۵۶**)

اس روایت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ محمد بن طلحۃ بن مصرف الیامیؒ (م ۱۶۷ھ) کے نزدیک امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) ثقہ ہیں۔

سند کی تحقیق:

(۱) حافظ الحدیث، امام ابومحمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کی توثیق کے لئے دیکھئے **مجلہ الاجماع: ش ۲: ص ۸۹**، نیز دیکھئے ص:۔

(۲) احمد بن سعید، ابوجعفر الحیری النیسابوریؒ (م ۲۹۳ھ) صدوق نبیل، حافظ الحدیث ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج۶: ص ۸۸۰**)

(۳) محمد بن العلاء، ابوکریبؒ (م ۲۴۷ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ (**تقریب: رقم ۶۲۰۴**)

(۴) **یحیی بن واضح**، ابو تمیلۃ المروزیؒ بھی صحیحین کے راوی اور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ (**تقریب: رقم ۷۶۶۳**)

(۵) محمد بن طلحۃ بن مصرف الیامیؒ (م ۱۶۷ھ) بھی صحیحین کے راوی اور صدوق ہیں۔ (**تقریب: رقم ۵۹۸۲، من تکلم فیه وهو موثق: ص ۱۶۳**)

لہذا یہ سند حسن ہے اور ثابت ہوا کہ محمد بن طلحۃ بن مصرف الیامیؒ (م ۱۶۷ھ) کے نزدیک، امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) ثقہ ہیں۔

امام عبداللہ بن داود الخریبیؒ (م ۲۱۳ھ) نے امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کے حافظہ کی تعریف کی ہے۔

-مفتی ابو احمد بن اسماعیل المدنی

حافظ المشرق، امام خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ

أخبرنا الجوهري، أخبرنا محمد بن عمران المرزباني، حدثنا عبد الواحد بن محمد الخصيب، حدثني أبو مسلم الكجي إبراهيم بن عبد الله قال: حدثني محمد بن سعيد أبو عبد الله الكاتب قال: سمعت عبد الله بن داود الخريبي يقول: يجب على أهل الإسلام أن يدعوا الله لأبي حنيفة في صلاتهم قال: وذكر حفظه عليهم السنن والفقه۔

مشہور ثقہ، مامون، حافظ، حجت، امام عبداللہ بن داود الخریبیؒ (م ۲۱۳ھ) فرماتے ہیں کہ اہل اسلام پر واجب ہے کہ وہ اپنی نمازوں میں امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کے لئے دعا کریں۔ اور یہ اس لئے کہ انہوں نے سنت، حدیث اور فقہ مسلمانوں کے لئے محفوظ کی ہے۔ **(تاریخ بغداد: ج ۱۳: ص ۳۴۴)**

اور دلالۃ النص سے ثابت ہوتا ہے کہ اس روایت میں امام عبداللہ بن داود الخریبیؒ (م ۲۱۳ھ) نے حدیث میں امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کے حافظہ کی تعریف کی ہے۔ کیونکہ امام صاحبؒ کے نزدیک حدیث کو بیان کرنے کے لئے، حفظ شرط تھی۔

سند کی تحقیق:

(۱) حافظ المشرق، امام خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔

(۲) حافظ حسن بن علی الجوہری، ابو محمد المقنعیؒ (م ۴۵۴ھ) بھی ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ **(تاریخ الاسلام: ج ۱۰: ص ۴۵)**

(۳) محمد بن عمران، ابوعبداللہ المرزبانیؒ (م ۳۸۴ھ) بھی ثقہ ہیں۔ **(مجلہ الاجماع: ش ۱۳: ص ۱۳۶)**

(۴) عبدالواحد بن محمد الخصیبیؒ صدوق ہیں۔ **(تاریخ بغداد: ج ۱۱: ص ۷، الانساب للسمعانی: ج ۵: ص ۱۵۱، والوافی بالوفیات: ج ۱۹: ص ۱۸۲)**

(۵) ابراہیم بن عبداللہ، ابومسلم الکجیؒ (م ۲۹۲ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ **(کتاب الثقات للقاسم: ج ۲: ص ۲۰۶، تاریخ الاسلام: ج ۶: ص ۹۱۱)**

(۶) محمد بن سعد، ابوعبداللہ، کاتب الواقدیؒ (م ۲۳۰ھ) بھی مشہور صدوق، حافظ الحدیث اور ائمہ جرح وتعدیل میں سے ہیں۔

(تقریب: رقم ۵۹۰۳)

<u>نوٹ:</u>

تاریخ بغداد کے مطبوعہ نسخہ میں **محمد** بن سعد کے بجائے **محمد** بن سعید آ گیا ہے، جو کہ کاتب کی غلطی ہے۔ صحیح **محمد** بن سعد، ابو عبد اللہ کاتب الواقدیؒ ہے۔

(۷)　امام عبداللہ بن داود الخریبیؒ (م **۲۱۳ھ**) صحیح بخاری و سنن اربع کے راوی اور ثقہ، مامون، عابد، حجت، حافظ الحدیث ہیں۔
(تقریب: رقم ۳۲۹۷، الکاشف، تہذیب الکمال)

لہذا یہ سند حسن ہے اور ثابت ہوا کہ امام عبداللہ بن داود الخریبیؒ (م **۲۱۳ھ**) نے حدیث میں امام ابو حنیفہؒ (م **۱۵۰ھ**) کے حافظہ کی تعریف کی ہے۔

امام حماد بن ابی سلیمانؒ (م ۱۲۰ھ) نے امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کے حافظہ اور ضبط کی تعریف کی ہے۔

-مفتی ابو احمد بن اسماعیل المدنی

صدوق، حافظ الحدیث، امام ابوعبداللہ الصیمریؒ (م ۴۳۶ھ) فرماتے ہیں کہ

أخبرنا عمر بن إبراهيم المقرىء قال ثنا مكرم قال ثنا احمد بن محمد بن مغلس قال ثنا نصر بن علي قال سمعت خالد بن الحارث يقول سمعت شعبة يقول سمعت حماد بن أبي سليمان يقول كان ابو حنيفة رحمه الله يجالسنا بالسمت و الوقار و الورع و كنا نغذوه بالعلم حتى دقق السؤال فخفت عليه من ذلك و كان و الله حسن الفهم جيد الحفظ حتى شنعوا عليه بما هو و الله أعلم به منهم فيلقون عدا الله و انا أعلم أن العلم جليس النعمان كما أعلم ان النهار له ضوء يجلو ظلمة الليل۔

ابوحنیفہؒ انتہائی سنجیدگی، وقار اور تقوی کے ساتھ ہمارے پاس بیٹھا کرتے تھے، ہم انہیں علم کی غذا دیتے، یہاں تک کہ وہ دقیق سوالات کرنے لگے تو اس سے مجھے ان پر خوف ہوا، **قسم بخدا وہ بہترین فہم اور عمدہ یادرکھنے والے تھے،** یہاں تک کہ ان پر ایسی چیزوں کے بارے میں طعن و تشنیع کی گئی، جسے طعنہ دینے والوں کی بنسبت واللہ وہ زیادہ جانتے تھے تو وہ ان کے دشمن ہو گئے، حالانکہ میں جانتا ہوں کہ علم، نعمان کا ہم نشین ہے، جس طرح میں جانتا ہوں کہ دن کی ایک ایسی روشنی ہے جو رات کی تاریکی کو دور کرتی ہے۔ **(اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ للصیمری: ص ۲۳)**

سند کی تحقیق:

(۱) امام ابوعبداللہ الصیمریؒ (م ۴۳۶ھ) مشہور صدوق، حافظ الحدیث ہیں۔ **(کتاب الثقات للقاسم، الفوائد البهية في تراجم الحنفية: ص ۶۷)**

(۲) عمر بن ابراہیم بن احمد، ابوحفص الکتانی المقریؒ (م ۳۹۰ھ) ثقہ ہیں۔ **(تاریخ الاسلام: ج ۸: ص ۶۶۶)**

(۳) مکرم بن احمد البغدادیؒ (م ۳۴۵ھ) بھی ثقہ ہیں۔ **(تاریخ الاسلام: ج ۷: ص ۸۲۸)**

(۴) احمد بن عطیہ متکلم فیہ راوی ہے۔

(۵) نصر بن علی الجهضمیؒ (م ۲۵۰ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ **(تقریب: رقم ۷۱۲۰)**

(٦) خالد بن الحارث، ابوعثمان البصریؒ (م۱۸٦ھ) بھی صحیحین کے راوی اور ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ (تقریب: رقم ۱٦۱۹)

(۷) شعبۃ بن الحجاجؒ (م۱٦۰ھ) بھی صحیحین کے راوی اور ثقہ، متقن، حافظ الحدیث اور امیر المومنین فی الحدیث ہیں۔ (تقریب: رقم ۲۷۹۰)

(۸) امام حماد بن ابی سلیمان الکوفیؒ (م۱۲۰ھ) صحیح مسلم و سنن اربع کے راوی اور ثقہ، امام، مجتہد ہیں۔ (الکاشف)

لہذا معلوم ہوا کہ اس سند کے تمام راوی ثقہ یا صدوق ہیں۔ البتہ احمد بن عطیۃ متکلم فیہ، ضعیف راوی ہے۔ لیکن ان کے متابع میں صدوق راوی، ابوعبداللہ، محمد بن حماد بن المبارک المصیصیؒ موجود ہے، چنانچہ ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث، قاضی ابوالقاسم، ابن ابی العوامؒ (م۳۳۵ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثني محمد بن أحمد بن حماد قال: حدثني محمد بن المبارك المصيصي قال: ثنا علي بن الحسن بن شقيق قال: سمعت أبي يقول: سمعت شعبة بن الحجاج يحدث: عن حماد بن أبي سليمان قال: كان أبو حنيفة يجالسنا بحسن الهدي و الفهم، فكنت أؤمله ثم شُنع عليه بما هو أعلم به منهم، فالله أعلم و الله أعلم۔

ابوحنیفہ عمدہ طریقہ وفہم کے ساتھ ہمارے پاس بیٹھا کرتے تھے، تو میں ان کے بارے میں امید کرتا تھا، پھر ان پر طعن و تشنیع کی گئی ایسی چیز کے بارے میں جو وہ ان لوگوں سے زیادہ جانتے تھے۔ پس اللہ ہی بہتر جانتا ہے، اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ (فضائل ابی حنیفۃ واخبارہ لابن ابی العوام: ص ۱۴۳)

سند کی تحقیق:

(۱) حافظ ابوالقاسم ابن ابی العوامؒ (م۳۳۵ھ)،

(۲) محمد بن حماد سے مراد ابو بشر، محمد بن احمد بن حماد الدولابیؒ (م۳۱۰ھ) اور

(۳) ابوعبداللہ، محمد بن حماد بن المبارک المصیصیؒ کی توثیق گزر چکی۔

(۴) محمد بن علی بن الحسن بن شقیقؒ (م۲۵۰ھ) سنن ترمذی و سنن نسائی کے راوی اور ثقہ، صاحب حدیث ہیں۔ (تقریب: رقم ٦۱۵۰)

نوٹ:

فضائل ابی حنیفۃ واخبارہ لابن ابی العوام کے مطبوعہ نسخہ میں ''علی بن الحسن بن شقیق'' سے پہلے ''محمد بن'' یا ''ابن'' ساقط

ہو گیا، کیونکہ علی بن الحسن بن شقیقؒ (م۲۱۵ھ) ان کے شیوخ کے طبقہ سے نہیں ہیں۔ واللہ اعلم

(۵) علی بن الحسن بن شقیقؒ (م۲۱۵ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ (تقریب: رقم ۴۷۰۶)

(۵) شعبۃ بن الحجاجؒ (م۱۶۰ھ)، اور

(۶) امام حماد بن ابی سلیمانؒ (م۱۲۰ھ) کی توثیق گزر چکی۔

لہذا یہ سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

خلاصہ یہ کہ احمد بن عطیۃ کے متابع میں صدوق راوی، ابو عبد اللہ، محمد بن حماد بن المبارک المصیصیؒ موجود ہیں، لہذا اس روایت میں ان پر کلام فضول ہے اور ان کی یہ روایت مقبول ہے، اور ثابت ہوا کہ امام حماد بن ابی سلیمانؒ (م۱۲۰ھ) نے امام ابو حنیفہؒ (م۱۵۰ھ) کے حافظہ اور ضبط کی تعریف فرمائی ہے۔

AL IJMA FOUNDATION YOUTUBE CHANNEL :
https://www.youtube.com/alijmaorg
YouTube SUBSCRIBE :
https://www.youtube.com/c/alijmaorg?sub_confirmation=1Alijma
WEBSITE : www.alijma.com
AL IJMA TWITTER : @alijmaofficial
FACEBOOK : https://m.facebook.com/alijmaOfficial/
AL IJMA EMAIL : Info@alijma.com
WHATSAPP : +91 8097867973
AL IJMA CONTACT : +91 9987925955
FOR MORE YouTube VIDEOS VISIT:
https://www.youtube.com/alijmaorg
E-mail : khan810619@gmail.com
ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن
ALIJMA
FOUNDATION